ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
21
www.tanzeem.org
6 تا 12 رمضان المبارک 1439ھ / 22 تا 28 مئی 2018ء

اس شمارے میں

اپنی ذات کے سحر میں گرفتار شخص

استقبالِ رمضان

مطالعہ کلامِ اقبال (71)

امریکہ ایران جوہری معاہدہ کی منسوخی
اور
احسن اقبال پر قاتلانہ حملہ

دیوارِ چمن پر......

معیشت کی تشویشناک صورت حال

روزے کے آداب

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تنظیمی سرگرمیاں

رمضان المبارک: روح اسلامی کی بیداری کا موسم

جس طرح آپ دیکھتے ہیں کہ ہر غلہ اپنا موسم آنے پر خوب پھلتا پھولتا ہے اور ہر طرف کھیتوں میں چھایا ہوا نظر آتا ہے، اسی طرح رمضان کا مہینہ گویا خیر و صلاح اور تقویٰ و طہارت کا موسم ہے۔ جس میں برائیاں دبتی ہیں، نیکیاں پھیلتی ہیں۔ پوری پوری آبادیوں پر خوف خدا اور حبِّ خیر کی روح چھا جاتی ہے، اور ہر طرف پرہیزگاری کی کھیتی سرسبز نظر آنے لگتی ہے۔ اس زمانہ میں گناہ کرتے ہوئے آدمی کو شرم آتی ہے۔ ہر شخص خود گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے کسی دوسرے بھائی کو گناہ کرتے دیکھ کر اسے شرم دلاتا ہے۔ ہر ایک کے دل میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ کچھ بھلائی کا کام کرے، کسی غریب کو کھانا کھلائے، کسی ننگے کو کپڑا پہنچائے، کسی مصیبت زدہ کی مدد کرے، کہیں کوئی نیک کام کر رہا ہو تو اس میں حصہ لے، کہیں کوئی بدی ہو رہی ہو تو اسے روکے۔ اس وقت لوگوں کے دل نرم ہو جاتے ہیں۔ ظلم سے ہاتھ رک جاتے ہیں۔ برائی سے نفرت اور بھلائی سے رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ توبہ اور خشیت و انابت کی طرف طبیعتیں مائل ہوتی ہیں۔ نیک بہت نیک ہو جاتے ہیں اور بد کی بدی اگر نیکی میں تبدیل نہیں ہوتی تب بھی اس جلاب سے اس کا اچھا خاصا تنقیہ (صفائی) ضرور ہو جاتا ہے۔ غرض اس زبردست حکیمانہ تدبیر سے شارع نے ایسا انتظام کر دیا ہے کہ ہر سال ایک مہینہ کے لیے پوری اسلامی آبادی کی صفائی ہوتی رہے، اس کو اوور ہال کیا جاتا رہے، اس کی کایا پلٹی جائے۔ اور اس میں مجموعی حیثیت سے روح اسلامی کو از سرِ نو زندہ کر دیا جائے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

بنی اسرائیل کی بے عقلی

الھدیٰ (804)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ طٰہٰ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 88 ، 89

فَاَخۡرَجَ لَهُمۡ عِجۡلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوۡا هٰذَاۤ اِلٰهُكُمۡ وَاِلٰهُ مُوۡسٰى فَنَسِىَ ؕ ۸۸
اَفَلَا يَرَوۡنَ اَلَّا يَرۡجِعُ اِلَيۡهِمۡ قَوۡلًا ۙ وَّلَا يَمۡلِكُ لَهُمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا ۸۹

آیت ۸۸ ﴿فَاَخۡرَجَ لَهُمۡ عِجۡلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ﴾ ’’پھر اُس نے ان کے لیے ایک بچھڑا برآمد کر دیا‘ ایک دھڑ جس سے ڈکرانے کی آواز آتی تھی۔‘‘

اس سلسلے میں جو مختلف روایات ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ مصر میں اگرچہ اسرائیلی قوم کی حیثیت غلامانہ تھی مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تعلق کی وجہ سے ان کی دیانت داری مسلم تھی۔ چنانچہ قبطی قوم کے لوگ اپنے زیورات اور دوسری قیمتی چیزیں اکثر ان کے پاس امانت رکھوایا کرتے تھے۔ جب یہ لوگ مصر سے نکلے تو قبطی قوم کے بہت سے زیورات بھی وہ اپنے ساتھ لے آئے جو ان میں سے اکثر لوگوں کے پاس بطور امانت پڑے تھے۔ البتہ اس کا ان کے ذہن پر ایک بوجھ تھا کہ یہ ہمارے لیے جائز بھی ہیں یا نہیں؟ اس حوالے سے سامری نے بھی انہیں قائل کر لیا کہ اس بوجھ سے نجات حاصل کرنے کے لیے ان کو یہ زیورات پھینک دینے چاہئیں۔ چنانچہ جب ان لوگوں نے وہ زیوارت پھینک دیے تو سامری نے انہیں پگھلا کر گائے کے بچھڑے کی شکل کا ایک مجسمہ بنا ڈالا‘ اور اس میں خاص مہارت سے کچھ ایسے سوراخ رکھے کہ جب ان میں سے ہوا کا گزر ہوتا تو بیل کے ڈکرانے کی سی آواز پیدا ہوتی۔ اس کی دوسری توجیہہ وہ ہے جو سامری نے خود بیان کی اور اس کا ذکر آئندہ آیات میں آئے گا۔

﴿فَقَالُوۡا هٰذَاۤ اِلٰهُكُمۡ وَاِلٰهُ مُوۡسٰى فَنَسِىَ ۸۸﴾ ’’تو انہوں نے کہا کہ یہ ہے تمہارا معبود اور موسیٰؑ کا معبود‘ مگر وہ (موسیٰؑ) بھول گیا ہے۔‘‘

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مغالطہ ہوا ہے جو وہ اپنے رب سے ملاقات کے لیے کوہِ طور پر چلے گئے ہیں‘ حالانکہ ہمارا اور ان کا رب تو یہاں موجود ہے۔

آیت ۸۹ ﴿اَفَلَا يَرَوۡنَ اَلَّا يَرۡجِعُ اِلَيۡهِمۡ قَوۡلًا ۙ﴾ ’’تو کیا وہ دیکھتے نہیں تھے کہ وہ (بچھڑا) ان کی طرف کوئی بات لوٹا تا نہیں تھا‘‘

کیا انہیں نظر نہیں آتا تھا کہ وہ بچھڑا ان کی کسی بات کو جواب نہیں دے سکتا تھا۔ اس میں سے تو ایک بے معنی بھاں بھاں کی آواز نکلتی تھی اور بس!

﴿وَّلَا يَمۡلِكُ لَهُمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا ۸۹﴾ ’’اور نہ ہی اسے ان کے لیے کسی نقصان کا اختیار تھا اور نہ نفع کا۔‘‘

فرمانِ نبویؐ

عورت کا خوشبو لگا کر غیر محرم مردوں کے پاس سے گزرنا

عَنۡ اَبِیۡ مُوۡسٰی الۡاَشۡعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم:
((**اَيُّمَا امۡرَاَةٍ اسۡتَعۡطَرَتۡ فَمَرَّتۡ عَلٰى قَوۡمٍ لِيَجِدُوۡا رِيۡحَهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ**))(رَوَاهُ اَحۡمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالۡحَاكِمُ)

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرتی ہے‘ تاکہ وہ اس کی خوشبو پائیں تو وہ (عورت) بدکار (زانیہ) ہے۔‘‘

تشریح: یہ حدیث مسلمان خواتین کے لیے بہت اہم پیغام ہے۔ یہاں بتایا گیا ہے کہ خواتین خوشبو لگا کر باہر نہ جائیں‘ اس لئے کہ یہ چیز نامحرم کے لیے توجہ اور کشش کا باعث بنتی ہے۔ دراصل عورت کا اصل ٹھکانہ اس کا گھر ہے۔ گھر سے اُس کا نکلنا ضرورت کے تحت ہی ہے۔ عورت کو زیبائش کی اجازت ہے، مگر صرف شوہر کی خاطر۔ جو عورت خوشبو لگا کر باہر نکلتی ہے، تاکہ لوگ اس کی خوشبو پائیں، وہ شریف عورت نہیں ہو سکتی، اس لئے اُسے بدکار قرار دیا گیا ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان' نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
6 تا 12 رمضان 1439ھ جلد 27
22 تا 28 مئی 2018ء شمارہ 21
مدیر مسئول حافظ عاکف سعید
مدیر ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: (042) 35473375-79
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن' لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ------------ (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اپنی ذات کے سحر میں گرفتار شخص

جب کوئی انسان اپنی ذات کے سحر میں گرفتار ہو جائے تو جس معاشرے کا وہ فرد ہوگا، جس ریاست کا وہ شہری ہوگا اور جس مذہب سے اس کا تعلق ہوگا سب کا تیاپانچہ کرنے پر تُل جائے گا۔ جتنا وہ دولت مند ہوگا، جتنا وہ مقتدر ہوگا اتنی ہی شدت سے ہر اس شے پر حملہ آور ہوگا جسے اپنی دولت اور اقتدار کے لیے خطرہ سمجھے گا۔ اس لیے کہ وہ ہر دوسری شے کے لیے نابینا ہے۔ خود کو اپنے مداحوں اور خوشامدیوں میں محصور کر لے گا۔ دور بین اور مخلصانہ مشورہ دینے والے پرانے رفقاء کو بھی شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھے گا بلکہ انہیں دشمنوں کی صف میں دھکیل دے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ قوم جسے پاکستانی قوم کہا جاتا ہے بحیثیت مجموعی اپنی ذات سے بالاتر ہو کر سوچنے کے وصف سے کافی حد تک محروم ہے۔ سیاست دان البتہ اس حوالہ سے بھی قوم کو لیڈ کر رہے ہیں لیکن شریف فیملی خصوصاً سابق نااہل وزیراعظم میاں نواز شریف اپنی ذات کے پجاری ہونے کے حوالے سے تمام طبقات کو بری طرح مات دے گئے ہیں۔ پاکستان میں کئی مرتبہ کئی زور آور لوگ جائز اور ناجائز طریقے سے اقتدار سے محروم کیے گئے، ان پر جھوٹے سچے مقدمات دائر ہوئے جس پر انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا لیکن جن حدود کو میاں نواز شریف کراس کر گئے ہیں کسی دوسرے نے شاید اس کا تصور بھی نہ کیا ہو۔ اب سرکاری درباری لوگ یا جن کا کسی نہ کسی حوالہ سے میاں صاحب کی ذات سے مفاد وابستہ ہے وہ عجیب وغریب اور مضحکہ خیز صفائیاں پیش کر رہے ہیں۔ وزیراعظم شاہد خاقان عباسی کی حالت دیدنی ہے۔ وہ معتبر ترین جمہوری پلیٹ فارم یعنی پارلیمنٹ میں کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ جو کچھ میاں صاحب سے منسوب کیا گیا ہے وہ غلط ہے۔ ڈان اخبار نے رپورٹنگ غلط کی ہے۔ جبکہ اسی صبح میاں صاحب نیب میں پیشی سے پہلے اخباری نمائندوں کے سامنے اخبار پڑھتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ بتاؤ اس میں غلط کیا ہے گویا اخباری بیان کو own کر چکے ہوتے ہیں۔

آگے بڑھنے سے پہلے ایک بات واضح کرنا ضروری ہے کہ ہم نے اپنی فوج کی اندرونی سیاست میں مداخلت کی ہمیشہ مخالفت کی ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ فوج کی داخلی سیاست میں مداخلت کا ماضی میں سب سے زیادہ فائدہ میاں نواز شریف نے اٹھایا۔ دنیا بھر میں فوج اندرونی سیاست میں ڈھکی چھپی مداخلت کرتی ہے۔ جیسے خود ٹرمپ پینٹاگون کا دیا ہوا تحفہ ہے جو آج امریکیوں پر مسلط ہے لیکن بہرحال یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ جس طرح کی عریاں مداخلت پاکستانی فوج کرتی رہی ہے اس کی یقیناً مثال نہیں ملتی لیکن دنیا کا کوئی سیاست دان' کوئی میڈیا پرسن اور عوام وخواص میں سے کوئی شہری بیرونی معاملات کے حوالہ سے باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ اپنی فوج کو بدنام نہیں کرتا۔ اس لیے کہ سب سمجھتے ہیں کہ میدانِ جنگ میں ریاست کا دفاع تو بہرحال فوج ہی کو کرنا ہے۔

میاں صاحب نے ایک بار پھر ڈان اخبار اور سرل المیڈا نامی صحافی کو استعمال کیا ہے۔ یہ ایک فرمائشی انٹرویو تھا۔ اس انٹرویو کے بعض حصے ریاست پاکستان کو آنے والے وقت میں ایسی مشکل اور ایسی پریشانی سے دوچار کر دیں گے جن کا آج تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ میاں صاحب ممبئی حملوں میں غیر ریاستی عناصر کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" Should we allow them to cross the border and kill over 150 people in Mumbai."

’’کیا ہمیں اجازت دینی چاہیے تھی کہ وہ سرحد پار کر کے ممبئی میں ڈیڑھ سو افراد کو مار دیتے ہیں۔‘‘

ایک درباری دانشور اپنے اخباری کالم میں میاں صاحب کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میاں صاحب کی Should we allow? سے مراد صرف نظر کرنا ہے۔ دنیا کی کسی لغت میں allow کا مطلب صرف نظر کرنا اگر ہے تو وہ سامنے لائیں۔ پھر اصل بات یہ ہے کہ فوج کو بلیک میل کرنے کے لیے چند دن پہلے دھمکی دیتے ہیں کہ میرے سینے میں بڑے راز ہیں اگر اگل دوں گا تو آپ کے لیے مسئلہ ہوگا۔ صرفِ نظر کرنا مطلب ہو تو کوئی راز اگلنا بنتا ہی نہیں بلکہ اس دھمکی کے پس منظر میں Should we allow? کے الفاظ کا مطلب حکم یا کم از کم ترغیب کے درجہ میں آتا ہے۔ بہرحال کیا ہمیں اجازت دینا چاہیے تھی؟ کا سادہ اور صاف مطلب اس کے سوا کچھ نہیں نکلتا کہ وہ لوگ ریاست کے ذمہ داروں کی آشیر باد سے گئے اور بمبئی میں ڈیڑھ سو افراد مار دیے۔ یاد رہے مرنے والوں میں امریکی اور یورپی بھی شامل تھے، یہ ریاستیں اپنے شہریوں کو ہماری طرح کیڑے مکوڑے نہیں سمجھتیں۔ میاں صاحب نے اس انٹرویو میں ایک بات اور بھی کہی ہے کہ ہم نے جن لوگوں کو گرفتار کر رکھا ہے ان کے مقدمات کا فیصلہ کیوں نہیں کرتے؟ یہی بات بھارت کہتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ریاست پاکستان نے وہ ملزم بھارت اور امریکہ کے دباؤ میں گرفتار تو کر لیے تھے لیکن اب بھارت ان کے خلاف کوئی شواہد فراہم کرنے میں بری طرح ناکام ہو چکا ہے۔ بغیر شواہد کے فیصلہ کیسے دیا جائے؟ بھارت نے اپنا جرم چھپانے کے لیے اجمل قصاب کو نیپال سے اغوا کر کے اس لیے جلد بازی میں پھانسی دے دی اور کسی کو اس تک رسائی نہ دی کہ کہیں اصل راز فاش نہ ہو جائے۔ ایک جرمن مصنف اور ایک خاتون بھارتی تجزیہ کار اپنی کتابوں میں یہ ثابت کر چکے ہیں کہ خود بھارت نے اپنے بعض ناپاک ارادوں کی تکمیل کے لیے یہ ڈرامہ رچایا تھا۔ یہ بات اب سب پر واضح ہو گئی ہے کہ میاں صاحب اپنے مال اور اقتدار کے تحفظ کے لیے بھارت کی وکالت کر رہے ہیں اور ریاست پاکستان کے خلاف گواہ کے طور پر سامنے آئے ہیں۔ کل کیا ہوگا یہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن ظاہری حقائق یہ ہیں کہ میاں صاحب کی یہ گواہی زیادہ سے زیادہ ایک سال میں پاکستان کے بدترین انجام کی بنیاد بن سکتی ہے۔ جو اسلام دشمن قوتیں عراق، افغانستان اور دوسرے اسلامی ممالک کے خلاف جھوٹے جواز بناتی ہیں اور عذر تراشتی ہیں انہیں ریاست پاکستان کے اندر سے ایسی گواہی مل گئی ہے جسے جب کسی کارروائی سے پہلے دنیا کے سامنے پیش کیا جائے گا تو دینے کو ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہوگا۔

میاں صاحب نے امریکہ میں اپنی لابنگ کے لیے Roberti Global نامی فرم کی خدمات حاصل کی ہوئی ہیں جو انہیں مشورہ دیتی ہے کہ کس نوعیت کے اقوال اور اعمال انہیں امریکہ کے لیے نہ صرف قابل قبول بلکہ امریکہ کو ان کا پشت پناہ بنا سکتے ہیں۔ اس کو جوڑیں انتخابی قواعد و ضوابط میں تبدیلی کی آڑ میں ختم نبوت کے عقیدہ پر حملہ کے ساتھ جب قومی اسمبلی سے ایک بل منظور کرانے کی کوشش کی گئی تھی۔ میاں صاحب اپنی ذات کے تحفظ میں ملکی سلامتی پر بھی حملہ آور ہوئے ہیں اور مذہبی عقائد کا حلیہ بھی بگاڑنے کی کوشش کی ہے۔ پاکستانی فوج، سول بیوروکریسی، سیاست دان، صحافی کسی کا کردار قابل رشک نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سب کی توجہ اپنی ذات پر مرتکز ہے لیکن اس کے باوجود اکثریت ملک کی سلامتی کی خواہاں ہے اور وہ ملک دشمنی اور دین دشمنی پر نہیں اُترتے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ سابق نااہل وزیراعظم میاں نواز شریف دولت کی بنیاد پر اور اقتدار کے سہارے پنجاب میں بعض سیاست دانوں اور صحافیوں کا ایسا گروہ تیار کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں جو پاک بھارت تنازعات کے حوالے سے صاف کہتے ہیں کہ بھارت حق پر ہے سارا قصور ہمارا ہے، خصوصاً ہماری فوج کا ہے جو کسی صورت بھارت کی بالادستی قبول کرنے کو تیار نہیں۔ شاید ان لوگوں کو کشمیریوں کا بہتا ہوا خون نظر نہیں آتا۔ (میاں صاحب جب مودی کی رسم تاجپوشی میں شرکت کرنے گئے تھے تو کشمیری وفد سے ملاقات کرنے سے انکار کر کے اور پروٹوکول کو خیر باد کہہ کر لوہے کے تاجر جندل سے ملاقات کرنے اس کے گھر چلے گئے تھے) شاید انہیں یہ خبر نہیں پہنچتی کہ فلاں مسلمان بھارت میں گائے کا گوشت کھانے کے جرم میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ شاید انہیں نہیں معلوم کہ میانمار میں مسلمانوں کے قتل عام کے پیچھے بھارت کی پشت پناہی بھی شامل ہے۔

اسلام دشمن عالمی قوتیں مختلف اسلامی ممالک میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں۔ ایٹمی پاکستان ان کے گلے کی ہڈی بنا ہوا ہے۔ پاکستان FATF کی گرے لسٹ میں شامل ہے عین ممکن ہے کہ اس بیان کو بنیاد بنا کر اسے بلیک لسٹ میں شامل کر دیا جائے۔

پاکستان جو پہلے ہی مالی لحاظ سے بدترین حالات کا شکار ہے۔ اس صورت میں کسی بھی حکومت کا پاکستان میں حالات نارمل رکھنا انتہائی مشکل ہو جائے گا۔ حالات سے تنگ آ کر لوگ سڑکوں پر آ سکتے ہیں اور عالمی قوتوں کا پاکستان میں خونی کھیل کھیلنے کا منصوبہ کامیاب ہو سکتا ہے۔ اللہ کرے کہ کوئی انقلابی لیڈر اور انقلابی جماعت سامنے آ جائے جو مردانہ وار مقابلہ کر کے پاکستان کو ظاہری طور پر پیش آنے والے حالات سے بچا لینے میں کامیاب ہو جائے فی الوقت تو مطلع ابر آلود ہے۔ اور ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ اللہ پاکستان کو اپنی حفظ و امان میں رکھے آمین یارب العالمین!

☆☆☆

رمضان المبارک کے دومتوازی پروگرام: دن کا صیام اور رات کا قیام

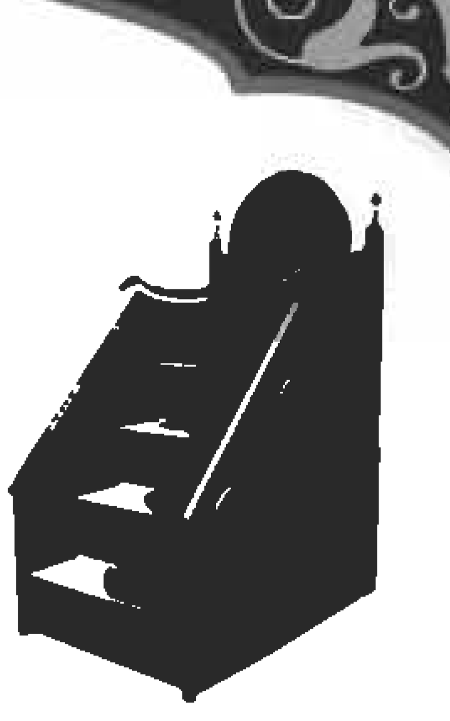

استقبالِ رمضان

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید ﷾ کے 26 مئی 2017ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

ماہِ رمضان کی آمد آمد ہے اور نیکیوں کا موسم بہار سایہ فگن ہوا چاہتا ہے۔ اس ماہِ مبارک کی برکات سے فائدہ اُٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ خود کو ذہنی طور پر تیار کیا جائے۔ اس مبارک ماہ کی عظمت کو ذہنوں میں تازہ کیا جائے اور برکتوں والے مہینے کے ایک ایک لمحے سے فائدہ اُٹھانے کے لیے خود کو آمادۂ عمل کیا جائے۔ بلکہ عزم کیا جائے کہ اس کی برکات سے بھرپور فائدہ اُٹھانا ہے۔ وہ جو کسی نے کہا کہ

موسم اچھا، پانی وافر، مٹی بھی زرخیز
جس نے اپنا کھیت نہ سینچا وہ کیسا دہقان!

اگر مناسب ذہنی تیاری نہیں ہوگی تو ماہِ رمضان کی برکتوں سے کماحقہ فائدہ اُٹھانا ممکن نہیں ہوگا۔ ہمارے ہاں بزنس کمیونٹی بھی ماہِ رمضان کے آنے کی بڑی تیاری کر رہی ہوتی ہے، خاص طور پر جو گارمنٹس انڈسٹری سے متعلق لوگ ہیں یا کھجور کے بیوپاری، اگر وہ بیٹھے رہیں کہ رمضان آئے گا تو دیکھا جائے گا تو پھر وہ اس سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ لہٰذا بہت پہلے سے تیاری شروع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ انسان کی ضرورت ہے اور اگر غفلت میں انسان وقت ضائع کر بیٹھے تو آخر میں کف افسوس ملتا ہے۔ والدِ محترم اس حوالے سے ایک شعر سنایا کرتے تھے کہ

اب کے بھی شاخ سبز میں پتا نہ کوئی پھول
اب کے بھی دن بہار کے یونہی گزر گئے

چنانچہ رمضان کی برکات سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لیے نبی اکرم ﷺ نے شعبان کے آخری روز ایک خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ ہمارا معمول ہے کہ ہم ہر سال اس کا اعادہ کرتے ہیں کیونکہ ذہنی تیاری کے حوالے سے وہ بہت ہی اکسیر اور مؤثر ہے۔ اس خطبے کے راوی حضرت سلمان فارسیؓ ہیں اور امام بیہقی نے اپنی کتاب شعب الایمان میں نقل کیا ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ ماہِ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک اہم خطبہ دیا اور اس میں آپ ﷺ نے فرمایا: ((یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ شَھْرٌ مُبَارَکٌ، شَھْرٌ فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ شَھْرٍ)) ”اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے۔ جس کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔“

یعنی رمضان کا پہلا تعارف یہ ہے کہ یہ عظمتوں والا مہینہ ہے، دوسرا تعارف یہ ہے کہ یہ برکتوں والا مہینہ ہے۔ اس کی ان عظمتوں کا اصل سبب کیا ہے؟

﴿شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ﴾ ”رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا“ (البقرۃ:185)

مرتب: ابوابراہیم

اللہ تعالیٰ عظیم ہے اور قرآن اس کا کلام ہے۔ لہٰذا رمضان کی عظمتوں کی اصل وجہ یہی ہے کہ اس میں قرآن نازل ہوا:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ ①﴾ (القدر) ”یقیناً ہم نے اتارا ہے اس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں۔“

جس رات قرآن نازل ہوا وہ رات ایک ہزار مہینوں سے بھی زیادہ افضل ہے۔ وہ رات بھی عظمت والی اس لیے ہے کہ اس میں قرآن کا نزول ہوا۔ آگے آپ ﷺ نے فرمایا: ((جَعَلَ اللہُ صِیَامَہٗ فَرِیْضَۃً وَقِیَامَ لَیْلِہٖ تَطَوُّعًا)) ”اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہِ خداوندی میں کھڑا ہونے (یعنی نمازِ تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت ہی کی حیثیت حاصل ہے (جس کا بہت بڑا ثواب ہے)۔“

روزہ اسلام کے بنیادی پانچ ارکان (کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج) میں سے ایک ہے اور ہر عاقل، بالغ مسلمان پر فرض ہے جبکہ رات کا قیام نفل ہونے کے باوجود بہت ہی اجر و ثواب کا باعث ہے۔ حدیث میں قیام کا مفہوم جہاں بھی بیان ہوا ہے تو اس سے مراد راتوں کو اللہ کے حضور کھڑے ہو کر زیادہ سے زیادہ قرآن پڑھنا لیا گیا ہے۔ آنحضور ﷺ کو جب قیام اللیل کا حکم ہوا تھا تو اس میں بنیادی بات یہی تھی کہ

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ④﴾ ”اور ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھتے جایئے۔“ (المزمل)

رات کے ایک حصے میں ترتیل کے ساتھ قرآن کو پڑھنا اور اس کی اعلیٰ ترین شکل یہ ہے کہ نوافل میں پڑھا جائے۔ یوں تو پورا سال تہجد اور نوافل کا اپنا ثواب ہے لیکن یہاں جعل کا لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ ماہِ رمضان میں قیام اللیل کی ایک خاص اہمیت ہے۔ بعض احادیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ رمضان کے یہ دونوں پروگرام (دن کا روزہ اور رات کا قیام) بالکل متوازی پروگرام ہیں۔ اس ماہ کی برکات سے صحیح معنوں میں استفادہ تب ہی ہو سکتا ہے جب رات کو قرآن کے ساتھ جاگا جائے۔ آگے آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ تَقَرَّبَ فِیْہِ بِخَصْلَۃٍ مِّنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْہِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ)) ”جو شخص اس مہینے میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اس کو دوسرے ایام کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا اور اس مہینہ میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے ایام

کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔“

نفل کے مقابلے میں فرض کا اجر وثواب غیر معمولی ہے۔ لیکن ماہ رمضان میں اگر کوئی نفلی عبادت کرے گا یا کوئی خیر کا کام کرے گا تو اس کا ثواب فرض کی ادائیگی کے برابر ہوگا۔ جبکہ فرض کی ادائیگی کا ثواب اس ماہ میں ستر گناہ زیادہ ملتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ یہ نیکیوں کا موسم بہار ہے۔ آج کی اصطلاح میں یہ نیکیوں کی لوٹ سیل کا مہینہ ہے۔

آگے اس ماہ کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ﴾ ”یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔“

صبر کا مطلب ہے اپنے آپ کو روکنا، برداشت کرنا۔ رمضان میں مسلمان بھوک پیاس برداشت کرتا ہے اور شہوت اور دیگر کئی چیزوں سے خود کو روکتا ہے۔ گویا یہ صبر کے حوالے سے ٹریننگ کا مہینہ ہے۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر اہل جنت کے حوالے سے فرمایا گیا کہ انھیں ان کے صبر کی وجہ سے جنت ملے گی۔

﴿أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا﴾ ”یہ وہ لوگ ہیں جن کو ان کے صبر کی جزا میں (جنت کے) بالا خانے ملیں گے“ (الفرقان:75)

صبر ہمارے دین کی ایک بڑی جامع اصطلاح ہے اور ایک اعتبار سے پورا دین اس کے اندر سمٹ جاتا ہے۔ ہمارے ہاں صبر کا عام تصور یہ ہے کہ کوئی مشکل آ پڑی تو اس کو جھیل لیا، برداشت کر لیا۔ لیکن صبر کا مفہوم اس سے بہت زیادہ وسیع ہے۔ اس کے تین لیول ہیں:

(1) صَبْرٌ عَنِ الْمَعْصِيَةِ: گناہوں اور معاصی سے اپنے آپ کو روکنا۔ گناہ کے مواقع ہیں اور انسان کا نفس بھی اس طرف اُکسا رہا ہے۔ ﴿إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ﴾ (یوسف:53) ”یقیناً (انسان کا) نفس تو برائی ہی کا حکم دیتا ہے“ لیکن انسان اپنے آپ کو روک کر رکھتا ہے تو یہ بھی صبر ہے۔

(2) صَبْرٌ عَلَى الطَّاعَةِ: دنیوی مفادات کو نظر انداز کر کے اطاعت، بندگی اور دینی فرائض (روزہ، نماز، زکوٰۃ، حج، فریضۂ اقامت دین) کی ادائیگی پر کار بند ہونا، اس کے لیے بھی استقامت درکار ہوتی ہے اور یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔

(3) صَبْرٌ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ: مشکلات، تکالیف اور بیماری میں صبر کرنا اور اللہ کے فیصلے پر راضی برضائے رب رہنا اور شاکر رہنا۔ گویا پورا دین لفظ صبر کے اندر سمٹ کر آ گیا۔ اگر انسان واقعی زندگی میں صبر پر حازم رہے تو اس کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ سورۃ المومنون میں فرمایا: ﴿إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ (111)﴾ ”آج میں نے ان کو بدلہ دیا ہے ان کے صبر کے طفیل کہ آج یقیناً وہی کامیاب ہیں۔“

رمضان کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ: ((وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ)) ”یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے“۔

غالباً اس سے مراد یہ ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اتنا کچھ دے رکھا ہے کہ کبھی فاقے کی نوبت نہیں آئی لیکن جب وہ روزہ رکھتے ہیں اور انہیں معلوم ہوتا ہے کہ بھوک کیا ہے اور پیاس کیا ہے تو پھر ان کو اندازہ ہوتا ہے کہ جو دو وقت کی روٹی کے محتاج ہیں، ان غریبوں پر کیا گزرتی ہے اور ان کے بچوں پر کیا گزرتی ہے۔ چنانچہ روزے کی بدولت انسان میں ہمدردی اور غمگساری کے جذبات جنم لیتے ہیں۔

اس ماہ کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ: ((وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ)) ”اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مؤمن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔“

دنیوی پیمانوں سے اگر Calculate کریں تو ہم سوچیں گے کہ روزہ رکھ کر قوت کار بہرحال کم ہوگی، آدمی جلدی نڈھال ہو جائے گا اور اس طرح آمدنی کم ہو جائے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے پیمانے کچھ اور ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جب یہ فرما دیا کہ جو واقعی بندۂ مومن ہے اس کے رزق میں اضافہ ہوگا تو یقیناً ہونا چاہیے۔ ویرزقہ من حیث لا یحتسب ” وہ رزق تمھیں وہاں سے دیتا ہے جہاں تمہیں گمان بھی نہیں ہوتا“۔ وہ دنیوی اُصول وقواعد کا محتاج نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اللہ پر یقین رکھ کر روزہ رکھے گا تو وہ دیکھے گا کہ اللہ نے کیسے کیسے راستے کھول دیئے۔ ہاں اگر پہلے

پریس ریلیز 18 مئی 2018ء

فرانس کے سابق صدر کا قرآن میں تحریف کا مطالبہ جاہلانہ ہے

اس سے پہلے بھی مغرب نے ایسی کئی کوششیں کی ہیں لیکن ہر کوشش ناکامی سے دوچار ہوئی کیونکہ قرآن کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے خود لیا ہے

اگر مسلمان ممالک آپس میں اتحاد واتفاق کر لیں تو اسرائیل سمیت کسی بھی عالمی قوت کو مسلمانوں پر اس طرح شب خون مارنے کی جرأت نہ ہو

حافظ عاکف سعید

فرانس کے سابق صدر کا قرآن میں تحریف کا مطالبہ جاہلانہ ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں اپنے خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے فرانس کے اخبار Daily Le Parisien کی اس خبر پر کہ فرانس کے سابق صدر اور وزیر اعظم سمیت 300 سیاستدانوں اور دانشوروں نے مطالبہ کیا ہے کہ چونکہ قرآن کے بعض حصے یہود مخالف تعلیمات پر مشتمل ہیں اس لیے انہیں نکال دیا جائے، اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ایسا مطالبہ ان افراد کی قرآن اور اسلامی تاریخ سے لاعلمی کی بناء پر ہے۔ اس سے پہلے بھی مغرب نے ایسی کئی کوششیں کی ہیں لیکن ہر کوشش ناکامی سے دوچار ہوئی کیونکہ قرآن کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے خود لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام دشمنوں کی اس کوشش کا جواب یہ ہے کہ ہم اپنا تعلق قرآن سے زیادہ سے زیادہ مضبوط کریں۔ انہوں نے فلسطین میں اسرائیلی افواج کے ظلم وستم پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اسرائیل کو یہ جرأت صرف اس وجہ سے ہوئی کہ تمام مسلمان ممالک باہمی انتشار اور کشیدگی کا شکار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر مسلمان ممالک آپس میں اتحاد واتفاق کر لیں تو اسرائیل سمیت کسی بھی عالمی قوت کو مسلمانوں پر اس طرح شب خون مارنے کی جرأت نہ ہو۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

سے ہی شکوک وشبہات ہوں تو پھر معاملہ مختلف ہے۔

چونکہ رمضان ہمدردی اور غم گساری کا مہینہ ہے اس لیے آگے اسی ہمدردی کے نتائج اور اس کے ظہور کا بیان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةٌ لِذُنُوْبِهٖ وَعِتْقُ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْتَقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ)) ''جس نے اس میں کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو یہ اس کے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا۔ اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا' بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔''

کسی روزے دار کو بلا کر افطار کرانا، اس کے لیے افطاری کا اہتمام کرنا، یہ اللہ کو بہت پسند ہے اور اس کا اجر و ثواب روزہ کے ثواب کے برابر ہے۔ یعنی روزہ دار کا پورا اجر بھی محفوظ رہے گا اور اتنا ہی اجر روزہ افطار کروانے والے کو بھی مل جائے گا۔

یہاں ایک لمحہ رک کر سوچنا چاہیے کہ ہماری ہمدردی اور غمگساری کے سب سے زیادہ مستحق کون ہیں؟ اس کا جواب یقیناً یہ ہے کہ ہماری ہمدردی کے مستحق معاشرے کے وہ لوگ ہیں جنہیں عام دنوں میں دو وقت کی روٹی بھی میسر نہیں ہوتی۔ اگر آپ ان کا روزہ افطار کرائیں تو اس سے معاشرے کے اندر جو بھائی چارے کی فضا بنے گی اس کا ہم اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ ہمارے ہاں جو افطار پارٹی ہوتی ہے، میں یہ نہیں کہوں گا کہ یہ اجر وثواب سے بالکل خالی ہے۔ لیکن یہ کچھ فیشن سا بن گیا ہے جس کا دائرہ کار صرف کھاتے پیتے لوگوں تک ہی محدود ہوتا ہے۔ جبکہ غمگساری کے مہینے کا تقاضا یہ ہے کہ غریبوں، یتیموں اور مساکین کو ترجیح دی جائے اور پھر اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا اجر بہت زیادہ ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کا انتہائی پُر مغز خطبہ جاری تھا کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے گویا درمیان میں یہ سوال پوچھ لیا: (يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ) ''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا؟''

سلمان فارسیؓ درویش صحابہؓ میں سے تھے اور انہوں نے مکمل طور پر اپنے آپ کو اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت اور علم دین کے حصول کے لیے وقف کیا ہوا تھا۔ لہٰذا انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے کہ ہم کسی کی افطاری کروا سکیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے ان کو تسلی دی اور فرمایا: ((يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شُرْبَةً لَا يَظْمَاُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ)) ''اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا ایک کھجور پر یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے۔ اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلا دے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (یعنی کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا کہ جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی تا آنکہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔''

یہاں بین السطور یہ پیغام پنہاں ہے کہ جس کو کچھ میسر نہیں ہے وہ اپنے ساتھ کسی کو پانی' دودھ یا لسی کے ایک گلاس میں بھی شریک کر لیتا ہے تو یہ بہت اجر وثواب کی بات ہے۔ لیکن اگر معاملہ یہ ہو کہ خود اپنے لیے تو پکوان سجے ہوئے ہوں اور دوسروں کو صرف شربت یا لسی کے دو گھونٹ کے اوپر افطار کروایا جا رہا ہے تو یہ پسندیدہ طرزِ عمل نہیں ہے۔ اس حوالے سے اصل بات یہ ہے کہ یہ صرف الفاظ نہ رہیں' بلکہ اس کی ایک عملی تعبیر سامنے آنی چاہیے اور ہمیں اس پر بالفعل عمل بھی کرنا چاہیے۔

آگے رسول اللہ ﷺ نے اس ماہ کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے ہر عشرہ کی الگ خصوصیات کا ذکر فرمایا: ((وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّآخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ)) ''اس ماہِ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی ہے۔''

استقبالِ رمضان کے حوالے سے انتہائی اہم اور مؤثر خطبہ کے آخری الفاظ یہ ہیں: ((وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ)) ''اور جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام وخادم کے کام میں تخفیف وکمی کر دے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے دے گا۔''

دنیا کے اس امتحان میں کامیاب کون ہوگا قرآن ہمیں بتاتا ہے: ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾ (آل عمران:185) ''تو جو کوئی بچا لیا گیا جہنم سے اور داخل کر دیا گیا جنت میں تو وہ کامیاب ہو گیا۔''

گویا اگر ہم اس ماہ مبارک کی برکات سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے اور جو بھی اس کی شرائط وآداب ہیں ان کو پورا کریں گے تو اس زندگی کا وہ مقصد حاصل ہو جائے گا جس کے لیے ہمیں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی کے اس امتحان میں ڈالا ہے۔

صحیح روزہ جو شرائط اور آداب کے مطابق ہو وہ کون سا ہے؟ اس حوالے سے دو احادیث ایسی آتی ہیں کہ جو بڑی لرزا دینے والی ہیں۔ اس میں ہمارے لیے بڑی راہنمائی موجود ہے کہ روزہ صرف اس کا نام نہیں ہے کہ صبح سحری کے بعد آپ نے کھانا پینا چھوڑ دیا اور غروب آفتاب کے بعد دوبارہ شروع کر دیا بلکہ روزے میں اپنے آپ کو گناہوں سے، نافرمانی سے اور ہر قسم کے مکروہات سے بچانا مقصود ہے۔ اگر آپ صرف حلال چیزوں سے رکے رہے اور حرام چیزوں سے باز نہیں آئے تو یہ روزہ نہیں ہے۔ چنانچہ فرمایا: ((رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الْجُوْعُ)) (سنن ابن ماجہ) ''کتنے ہی روزے دار ایسے ہیں کہ انہیں روزے سے سوائے بھوک کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا''۔

ایک حدیث میں اس کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے: ((مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ)) (سنن ابی داؤد) ''جو شخص (روزہ رکھ کر) جھوٹی بات بنانا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس بات کی ضرورت نہیں کہ وہ محض اپنا کھانا پینا چھوڑ دے''۔

اصلی روزہ وہی ہے جو ان شرائط و آداب کے ساتھ ہو کہ انسان طیب اور جائز چیزیں (جن کو چھوڑنا روزہ میں مطلوب ہے) چھوڑنے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے گناہ اور حرام سے بھی بچتا رہے، غیر شرعی حرکات سے بھی باز آئے۔ تب وہ حقیقی معنوں میں روزہ ہوگا اور اس کا اجر و ثواب بھی پورا ملے گا۔

روزے کا اجر و ثواب: قرآنی آیات اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی آدم کو کسی بھی نیکی پر دس سے سات سو گنا تک اجر وثواب ملتا ہے' لیکن روزہ اس اصول سے مستثنیٰ ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ((اَلصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ)) (صحیح البخاری) ''روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا''۔ یعنی اللہ اپنی شان کے مطابق روزے کا اجر انسان کو عطا کرے گا۔ وہ اجر بے حد حساب ہے اور انسانی ذہن اور تصور سے بلند و بالا ہے۔ لیکن ان فضائل کا مستحق بننے کے لیے ضروری ہے کہ روزہ مکمل شرائط و آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے رکھا جائے جیسے کہ روزہ رکھنے کا حق ہے' ورنہ آپ اس اجر سے محروم رہ جائیں گے اور سوائے بھوک پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیکیوں اور اجر وثواب کے اس موسم بہار سے بھرپور استفادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

سیاسیاتِ حاضرہ 1

علامہ اقبال کا ایک مجموعہ کلام 'پس چہ باید کرد' 1911ء میں شروع ہو کر، 1934ء میں مکمل ہو کر شائع ہوا۔ اس میں آپ کے سفرِ افغانستان اکتوبر 1933ء کا بھی تفصیلی ذکر ہے۔ اس طرح علامہ اقبال کے ان اشعار میں ان 23 سالوں کے برطانوی ہند اور عالم اسلام کے اہم واقعات کا بلاواسطہ تذکرہ ہے۔ اس نظم میں علامہ اقبال نے عالمی مغربی برطانوی استعمار کی سیاست کے خدوخال ظاہر کیے ہیں جو اس صیہونی عزائم کی تکمیل کا حامل استعمار، گذشتہ کئی صدیوں سے عالم اسلام میں نقب لگانے اور اس کی سیاسی، فوجی اور مذہبی قوت ختم کرنے کے لیے استعمال کر رہا تھا۔ حقیقت یہی ہے کہ عالم اسلام کے حقیقی مسلمان زعماء کے مقابلے میں غیر مسلم قوتوں کے پاس بالعموم اور عالمی برطانوی منحوس استعمار کے پاس بالخصوص اپنے کسی فیصلے، مہم اور پالیسی کے لیے کوئی اخلاقی اور انسان دوست جواز نہیں ہوتا۔ اسی لیے وہ مذکرات کا واضح راستہ کبھی اختیار نہیں کرتا بلکہ TRACK TWO پالیسی اختیار کرتا ہے اور معاملات کو UNDER THE TABLE طے کرتا ہے پھر یہ کہ سازش، دھونس، رشوت، شراب اور بدکاری کا لالچ دے کر مخالفوں کو ساتھ ملاتا ہے اور اپنا اُلو سیدھا کر لیتا ہے۔ آج کا مغربی استعمار بھی اسی ڈگر پر چل کر اپنا مطلب نکالتا ہے، وہ اپنا کام مسلسل دباؤ ڈال کر اور خریدنے کے لیے قیمت بڑھانے کا لالچ دیتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ کام نتیجہ خیز ہو جاتا ہے۔

اس نظم میں علامہ اقبال نے ایک صدی قبل کے برطانوی استعمار کے ہتھکنڈوں کا ذکر کیا ہے اور مسلمانوں کو اس سے اجتناب کرنے کا مشورہ دیا ہے نیز مسلمانوں کو اپنے رہنما چنتے وقت ایسے لوگوں کو سامنے لانے کا عندیہ دیا ہے کہ جو 'ناقابل فروخت' اور NOT FOR SALE ہوں۔ افسوس صد افسوس کہ جنوبی ایشیا یعنی برطانوی ہند کے مسلمانوں کی قیادت آج ایک صدی بعد بھی ایسی نہیں ہے جو 'فکرِ اقبال' کی عملی تصویر نظر آتی ہو۔ یَا حَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ۔

1 می کُند بندِ غلاماں سخت تر ۔۔۔ حُرّیت می خواند او را بے بصر

وہ محکوم انسانوں کے لیے غلامی کے بندھن کو مضبوط تر کر دیتا ہے اور بصیرت سے محروم یعنی عقل کے اندھے لوگ اس کو آزادی اور ترقی سمجھتے ہیں

2 گرمیٔ ہنگامۂ جمہور دید ۔۔۔ پردہ بر روئے ملوکیّت کشید

اس نے جمہوری دور کی والہانہ طلب اور گرما گرمی کو دیکھا ہے (اور اجتماعی انداز کا مشاہدہ کر کے) ملوکیت (بادشاہت) کے چہرے پر خود ہی جمہوریت کا پردہ ڈال دیا۔

3 سلطنت را جامعِ اقوام گفت ۔۔۔ کارِ خود را پختہ کرد و خام گفت

(ملوکیّت کے چہرے پر جمہوریّت کا میک اپ کر کے) اس نے کہا کہ سلطنت جامع اقوام ہوتی ہے (نہ کہ نظریاتی) اس نے اپنے کام (دوسروں کو غلام بنا کر رکھنے) کو مضبوط کیا اور محکوموں سے یہ کہا

1۔ 'سیاسیاتِ حاضرہ' مغرب کے سیکولر نظام اور لبرل رویوں کی بالادستی کا نام ہے اس کے ہتھکنڈے انسان دشمن اور خدا بیزار ہیں وہ اپنی پالیسیوں سے غلام اقوام کے بندھن مضبوط کرتا ہے اور انہیں نام نہاد آزادی اور ترقی کی راہ پر ڈالتا ہے۔ حالانکہ اس سے غلام اقوام مغرب کی مزید دست نگر بنتی ہیں۔ اس طریقۂ واردات کو بصیرت سے محروم اور عقل کے اندھے لوگ آزادی اور ترقی کا نام دیتے ہیں۔

2۔ مغربی تہذیب کے کارندوں نے انقلابِ فرانس (1789ء) کے بعد جمہوری اَقدار کو عام ہوتے دیکھا اور عوامی بیداری کا دور شروع ہوا اور جہاں میں چہار طرف ہنگامۂ جمہور بپا ہونے لگا تو ملوکیت کے مکروہ چہرے پر جمہوریت کا بناوٹی پردہ ڈال دیا۔ جمہوری اصول ایسے بنا دیے کہ بقول علامہ اقبال 'ابلیس کی مجلس شوریٰ' میں ہے

تو نے دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر
ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس وخود نگر

گویا علامہ اقبال کے نزدیک مغربی جمہوریت اور آج کی ملوکیت چاہے مغرب میں ہو یا مسلمانوں میں دراصل مغرب اور ابلیس کی چاکری کر رہی ہے۔

3۔ مغرب کے ظالمانہ استعمار کا اگر کوئی نظریہ ہے تو وہ صرف دوسروں کے وسائل کی لوٹ کھسوٹ کا نظریہ ہے۔ کوئی انسان دوست رویے یا ماحول دوست یا اخلاق دوست رویے مغرب کے ہاں تلاش کرنا بے سود ہے۔ اس کے نزدیک حکومت کسی جغرافیائی حدود کے اندر رہنے والی اقوام کو اکٹھا رکھنے اور ان پر حکومت کرنے کا نام ہے۔ یہی نظریہ اس نے محکوم قوموں کو سکھایا ہے کہ ہم تو صرف اقوام کو اکٹھا کر کے بس سب کو اپنے اپنے طریقے پر چلنے کی آزادی دینا چاہتے ہیں حالانکہ اس سے اس نے مذہب کو ذاتی اور PERSONAL معاملہ بنا دیا اور اجتماعی معاملات اور حکومتی اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھ لیے اور یوں اقوامِ عالم کو دھوکہ دہی سے اپنا غلام بنا لیا، اپنا اُلو سیدھا کر لیا اور محکوم قوموں کا ستیاناس کر دیا۔ یہ حکمرانوں کی انسان دشمن ساحری ہی ہے کہ غلام اقوام مغرب کی غلامی پر ہی خوش ہیں۔

مسلمان حکمران فوری خطرے سے بچنے کے لیے ایسے اقدامات کر رہے ہیں جو ان کے لیے مستقبل میں انتہائی مہلک ثابت ہوں گے: ایوب بیگ مرزا

توہین رسالت قانون پر عمل درآمد نہیں ہوتا جس کی وجہ سے لوگ قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

امریکہ ایران جوہری معاہدہ کی منسوخی اور احسن اقبال پر قاتلانہ حملہ کے موضوعات پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: ایران اور امریکہ کے درمیان Joint Comprehensive Plan of Action معاہدہ کیا تھا۔اس کی ذرا تفصیلات بتا دیں؟

ایوب بیگ مرزا: ایران کے موجودہ صدر حسن روحانی سے پہلے محمود احمدی نژاد ایران کے صدر تھے،ان کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ وہ امریکہ اور یورپ کے خلاف بہت سخت رویہ رکھتے تھے۔امریکہ نے اس وقت ایران پر اقتصادی پابندیاں لگائی ہوئی تھیں لیکن نژاد ان کا مقابلہ کر رہے تھے اور امریکہ کے ساتھ کسی قسم کی کوئی مصالحت کے حق میں نہیں تھے۔وہ اپنی مدد آپ کے تحت ایران کی اکانومی مضبوط کرنا چاہتے تھے۔لیکن بدقسمتی سے ایران کی اکانومی بہتری کی بجائے کمزور ہو رہی تھی۔ چنانچہ اسی چیز کو بنیاد بنا کر حسن روحانی صدر بن گئے۔ وہ صدر بنتے ہی امریکی انتظامیہ سے ایک رابطے میں رہے کہ ایران کی ایٹمی تنصیبات اور ایٹمی پیش رفت کے حوالے سے امریکہ سے ایسی کوئی مصالحت ہو جائے جس سے دونوں ممالک کے درمیان سرد مہری ختم ہو جائے اور ایران پر سے پابندیاں ختم ہو جائیں اور ایران کی اکانومی کو تباہی سے بچایا جا سکے۔بالآخر 2015ء میں وہ کامیاب ہوئے اور فائیو پلس ون (سلامتی کونسل کے 5 مستقل ارکان اور ایک جرمنی) کے تحت ایران کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جسے Joint Comprehensive Plan of Action کہتے ہیں۔دنیا اس پر بڑی خوش ہوئی کیونکہ ایران اور امریکہ کے درمیان کشیدگی کسی جنگ کا پیش خیمہ بن سکتی تھی۔لیکن اسرائیل نے اس معاہدہ پر بڑا زوردار اعتراض کیا تھا۔کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ ایران پر جب تک پابندیاں ہیں وہ ایٹمی قوت نہیں بن سکتا۔چونکہ اسرائیل کی پوزیشن اس وقت بڑی قوتوں کی کمانڈر کی ہے لہٰذا وہ دنیا کو اپنے اصولوں اور احکامات پر چلانا چاہتا ہے۔ وہ چاہتا تھا کہ پابندیوں کا یہ سلسلہ کم نہ ہو بلکہ ایرانی معیشت ملیامیٹ ہو جائے۔

سوال: کیا ایران نے اس معاہدہ پر عمل درآمد کیا ہوگا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اصل میں ایٹامک انرجی کمیشن کی انسپکشن کے لیے ایران نے اپنی تنصیبات اوپن

مرتب: محمد رفیق چودھری

نہیں کی ہوئی تھیں۔انسپکشن والی ٹیموں کا خیال تھا کہ ان کو ساری تنصیبات کا وزٹ نہیں کرایا گیا اور ان تنصیبات میں اسلحہ بن رہا تھا۔ایران پر اصل پریشر یہ تھا کہ وہ ان تمام تنصیبات کو اوپن کرے۔دوسری بات یہ کہ ایران بھی اپنے آپ کو سمجھتا تھا کہ اس کی اپنی ثقافت ہے لہٰذا اس کا ایک ورلڈ امیج ہونا چاہیے۔اس نے عراق کے ساتھ دس سالہ جنگ لڑی۔پھر لبنان میں حسن نصراللہ کو سپورٹ کرتا رہا۔آج کل شام میں بھی وہ سپورٹ کرتا ہے۔ان کا اپنا ایک ورلڈ ویو ہے۔احمدی نژاد کے زمانے سے بھی پہلے انہوں نے امریکی سپرمیسی کو چیلنج کیا ہوا تھا جس کی وجہ سے ایٹمی قوت بننے کا بہانہ بنا کر امریکہ نے ان پر اقتصادی پابندیاں لگائی ہوئی تھیں۔جس کی وجہ سے ان کی اکانومی تباہی کی طرف جا رہی تھی۔ان پابندیوں کو ختم کرنا ان کی قومی مجبوری بن گئی تھی۔چنانچہ ایران نے امریکہ اور یورپی ممالک کے ساتھ یہ معاہدہ کیا جس میں اس نے ان سے کہا کہ میں اپنا ایٹمی پروگرام کیپ کر رہا ہوں اور انسپیکشن ٹیموں کو بھی اجازت دے دی۔جس پر امریکہ اور یورپی ممالک ایران کے ساتھ متفق ہو گئے اور ایران پر سے وہ پابندیاں بھی ختم ہو گئیں۔لیکن حالیہ دنوں میں نیتن یاہو نے یہ بیان دیا کہ ہم ایران کے اس معاہدے سے مطمئن نہیں ہیں کیونکہ اس نے ایٹمی پروگرام ختم نہیں کیا۔چنانچہ ٹرمپ جو شروع سے ہی ایران کے خلاف تھا اس نے اب یہ شوشہ چھوڑا ہے۔لیکن بہرحال یورپی یونین کے ممالک ایران سے مطمئن ہیں۔

سوال: کیا ایران کو اپنی سلامتی کا حق حاصل نہیں ہے؟

ایوب بیگ مرزا: جب پاکستان ایٹمی قوت بن رہا تھا تو اس وقت بھی خاص طور پر امریکہ کی طرف سے اسی طرح کا شور اٹھا تھا۔امریکہ میں ہماری سفیر عابدہ حسین نے بڑا بہترین جواب دیا تھا کہ امریکہ کو اپنی سلامتی کے لیے اگر ایٹمی صلاحیت کی ضرورت ہے تو پاکستان کو اپنی سلامتی کے لیے ایٹمی ہتھیاروں کی ضرورت کیوں نہیں؟ امریکہ نے دلیل کا جواب دلیل سے دینے کی بجائے یہ دھمکی آمیز جواب دیا تھا کہ تم پاکستان کو امریکہ کے ساتھ ملا رہی ہو!امریکہ ایک مست ہاتھی ہے جو اس کے راستے میں آئے گا کچل دیا جائے گا۔

سوال: ٹرمپ کا ایران کے خلاف ایسا شوشہ چھوڑنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: وہ مسلمانوں کو ہر جگہ دبانا چاہتے ہیں۔ وہ ان کو غلاموں کی حیثیت میں رکھنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا یہ قدم بھی اسی نیت سے اٹھایا گیا ہے کہ ایران کو بھی مزید دبایا جائے۔جب شام سے وہ فارغ ہوں گے تو ادھر گولان کی پہاڑیوں سے پیش رفت کریں گے اور اس طرح گریٹر اسرائیل کی راہ ہموار کریں گے۔اصل مقصد یہ ہے کہ جب گریٹر اسرائیل کا قیام ہو،اس کا اعلان ہو تو کوئی طاقت کسی درجے میں بھی اس کو چیلنج کرنے کی حیثیت نہ

رکھتی ہو۔اسی لیے تو میں بار بار کہتا ہوں کہ پاکستان کا ایٹمی وجود ہر وقت خطرے میں ہے کیونکہ اسرائیل بھی اسے اپنے لیے خطرہ سمجھ رہا ہے۔خوش قسمتی یہ ہے کہ پاکستان ایٹمی قوت بن چکا ہے لہٰذا اس کو پیچھے دھکیلنا زیادہ مشکل ہے اُس ملک کی نسبت جو ابھی ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔لہٰذا تمام مسلمان ممالک کو سمجھنا چاہیے کہ امریکہ،اسرائیل اور ان کے حواری ایشوز کے حوالے سے ڈیل نہیں کریں گے۔وہ آپ کے وجود کے خلاف ہیں۔وہ دنیا سے آپ کا وجود ختم کر دینا چاہتے ہیں یا وہ جانوروں کی سطح پر لے آنا چاہتے ہیں کہ کوئی ان کے سامنے آواز نہ اٹھا سکے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اصل میں اسرائیل اپنے آس پاس کوئی بڑی قوت نہیں دیکھنا چاہتا۔اس کے لیے پہلے اس نے عرب ممالک کو کمزور کیا۔اب ایران اور عرب ریاستوں کو آمنے سامنے کرنا چاہتا ہے اور امریکہ بھی اس کے ساتھ ہے۔لیکن یورپی ریاستیں یہ نہیں چاہتیں۔خاص طور پر جنگ وجدل سے وہ بچنا چاہتی ہیں کیونکہ دوسری جنگ عظیم کے بعد ان کی عوام جنگ نہیں چاہتی۔جرمنی، جاپان اور چین کسی جنگ میں ملوث نہیں ہونا چاہتے کیونکہ ان کی پالیسی یہ ہے کہ اپنی اکانومی کو مضبوط کیا جائے۔جبکہ امریکہ اور اسرائیل اس پورے خطے کو redraw کرنا چاہتے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: ہیلری کلنٹن نے ٹرمپ سے زیادہ ووٹ لیے لیکن پھر بھی ٹرمپ کو صدر بنا دیا گیا۔میں سمجھتا ہوں کہ ٹرمپ کو صدر بنانے میں پینٹاگون کا کردار بہت نمایاں ہے۔کیونکہ اوبامہ اور ہیلری کی پالیسی ایک جیسی تھی۔یعنی افغانستان سے جانا،ایران کے ساتھ یہ معاہدہ کرنا وغیرہ۔اوبامہ سے اسرائیل ناراض تھا اور ہیلری اوبامہ کی پالیسی کے تحت آگے بڑھ رہی تھی۔

سوال: گریٹر اسرائیل کے نقشے میں شام،عراق، لبنان،سعودی عرب کے بعض علاقے آتے ہیں کیا ہمارے مسلمان حکمرانوں کو یہ چیز نظر نہیں آ رہی؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اصل میں مسلمان حکمرانوں کو سوچنا چاہیے کہ امریکہ اور اسرائیل کا ایجنڈا ہمارے فیور میں نہیں ہے۔یہ مسلمان ممالک کو آپس میں لڑا کر اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔پہلے ایران اور عراق کو آپس میں لڑوایا، اب ایران اور دوسرے سنی ممالک کو آمنے سامنے کیا جا رہا ہے۔یعنی شیعہ سنی تقسیم کو ایک جنگ کی شکل دی جا رہی ہے۔مسلمان حکمرانوں کو اس پوری صورت حال کو سمجھنا چاہیے کہ ہمیں اس سے باہر آنا چاہیے اور اپنا اتحاد بنانا چاہیے۔ورنہ اگر ہم اسی تقسیم کو مزید بڑھائیں گے تو دشمن اس سے فائدہ اٹھا کر ہمیں نقصان پہنچائے گا۔

ایوب بیگ مرزا: پنجابی کی ایک ضرب المثل ہے کہ ''مکہ پہلے کہ خدا پہلے''۔یعنی فوری خطرہ ٹالنے کے لیے کوئی ایسا قدم نہ اُٹھایا جائے جس کی وجہ سے بعد میں زیادہ نقصان اُٹھانا پڑے۔مثلاً آپ کو کفار سے خطرہ ہے تو آپ کا کام یہ ہے کہ آپ دیکھیں کہ اسلام کا مفاد کس میں ہے اور مسلمانوں کا مفاد کس میں ہے لیکن آپ کہتے ہیں ابھی فی الحال میں بچ جاؤں چاہے خدا کا انکار ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔اسی طرح مسلمان حکمرانوں کا طرزِ عمل یہ ہے کہ جو فوری خطرہ نظر آ رہا ہے اس سے بچنے کے لیے ایسے اقدام کر رہے ہیں جو ان کے لیے مستقبل میں انتہائی مہلک ثابت ہوں گے۔

> پاکستان میں لبرل لوگوں کا لبرل ازم باہر کی امداد کا محتاج ہے۔این جی اوز کو باہر سے جو فنڈز آتے ہیں، پھر وہ لبرلز میں تقسیم ہوتے ہیں۔آج حکومت اگر اس امداد پر پابندی لگا دے تو ان کا سارا لبرل ازم ختم ہو جائے گا۔

سوال: کیا پاکستان کو علاقائی یا لسانی بنیادوں پر تقسیم کرنے کی بین الاقوامی سازش کامیاب ہوگی؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اللہ کا شکر ہے کہ ابھی تک وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے۔اس میں علماء کا بھی کردار ہے کہ انہوں نے فرقہ وارانہ سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیا۔اب جو علاقائی تقسیم کی نئی لہر آئی ہے کہ نئے صوبوں کا شوشہ چھوڑ کر ہوا دی جا رہی ہے۔نیا صوبہ بنانا کوئی بری بات نہیں لیکن اس کو جس انداز سے یہ کر رہے ہیں کہ اس کو میڈیا میں لا کر اس کو ابھار کر انتشار پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔آئینی و قانونی طریقے سے صوبہ بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

ایوب بیگ مرزا: حال ہی میں ایک بڑے میڈیا چینل کے ایک بڑے اینکر نے یہ خبر بریک کی ہے کہ امریکہ یہاں فوج اور عوام میں دوریاں پیدا کرنے کے لیے دو سو ملین ڈالر انوسٹ کر رہا ہے۔

سوال: حال ہی میں وزیر داخلہ احسن اقبال پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے اور حملہ آور نے اپنے بیان میں اس واقعہ کو ختم نبوت کے معاملے سے جوڑا ہے۔کیا ختم نبوت اور ناموس رسالت کے قانون پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے لوگ قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: ابھی تک اس نے بیان دیا ہے اور زیادہ یہی نظر آ رہا ہے کہ اس نے مذہب کا کور حاصل کرنے کے لیے یہ بیان دیا ہے یا پھر ان لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے جو اس معاملے میں بڑے جذباتی ہیں۔بہرحال ہم 295C کے پرزور حمایتی ہیں۔ختم نبوت کے حوالے سے ہم تحریک ختم نبوت کے ساتھ کھڑے ہیں۔لیکن مجھے ان لوگوں کی عقل پر حیرت ہے کہ جب بھی کبھی اس طرح کا کوئی واقعہ ہوتا ہے جس سے کسی آدمی کی جان چلی جاتی ہے یا وہ زخمی ہو جاتا ہے تو ان کی طرف سے مطالبہ آنا شروع ہو جاتا ہے کہ 295 سی کو ختم کر دیا جائے حالانکہ ایسا مطالبہ بہت مضحکہ خیز ہے۔سوال یہ ہے کہ ناموس رسالت کے قانون پر کتنی دفعہ عمل درآمد ہوا؟اس ملک میں توہین رسالت کے قانون کو اتنی دفعہ توڑا گیا لیکن کسی مجرم کو سزا نہیں دی گئی۔اس کا نتیجہ یہی نکلنا تھا کہ جو لوگ جذباتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس آدمی نے ظاہراً ایک توہین رسالت والی حرکت کی ہے لیکن اس کو کوئی سزا ہی نہیں مل رہی تو پھر وہ قانون کو ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔

سوال: یہ سزا ابھی تک کسی کو ملی کیوں نہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: آئین میں قانون موجود ہے اور اس کے تحت مقدمے عدالتوں میں گئے ہیں اور سزا سنا بھی دی جاتی ہے لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے۔سلمان تاثیر والا کیس یہی تھا کہ اس میں آسیہ بی بی کو سزا ہوئی لیکن ابھی تک عمل درآمد نہیں ہو رہا۔اصل وجہ یہی ہے کہ اس قانون کے تحت عمل درآمد نہیں ہوا اس لیے لوگ قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: آسیہ بی بی نے ایس ایس پی کے سامنے اپنے جرم کا اعتراف کیا تھا اور اس کا جرم بہت پہلے کا ہے اُس کی سزا ابھی تک اُسے نہیں ملی جبکہ ممتاز قادری کو سزا اس کے بعد سنائی گئی تھی اور اُس کی سزا پر عملدرآمد کر بھی دیا گیا۔اصل بات یہ ہے کہ ہم جن بڑی قوتوں کا کھاتے ہیں ان کی خواہش کے خلاف کوئی اقدام نہیں اٹھا سکتے۔کیونکہ جب وہ آنکھیں دکھاتے ہیں تو پھر ہم دب جاتے ہیں۔

سوال: کیا اب بھی جبکہ لوگوں پر حملے ہو رہے ہیں پاکستان میں توہین رسالت کے قانون کو فعال نہیں کیا جائے گا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: قانون میں کوئی سقم نہیں ہے۔ اگر اس کا غلط استعمال ہو رہا ہے تو یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے انتظامی طور پر رولز بنائے تاکہ ان کا غلط استعمال نہ ہو اور اس میں انہوں نے ترمیم کر بھی دی ہے کہ ایف آئی آر درج ہونے سے پہلے ایس ایس پی تھانے میں ایس پی کے سامنے اقبالی بیان دلوائے گا تو پھر مقدمہ درج ہوگا۔ مسئلہ تب بنا ہے جب حکومت نے بیرونی دباؤ میں ختم نبوت کے قانون میں تبدیلی کی کوشش کی جس کے نتیجے میں ایک تحریک چلی۔ پھر حکومت نے وہ ترمیم واپس بھی لے لی لیکن اب مطالبہ یہ تھا کہ راجہ ظفر الحق کی کمیشن رپورٹ سامنے لائی جائے اور جو لوگ ملوث تھے ان کو سزا دی جائے۔ لیکن حکومت اس معاملے میں ہچکچا رہی ہے اور اپنے نمائندوں کو چھپانے کی کوشش کر رہی ہے اور فیض آباد دھرنے میں جو معاہدہ ہوا تھا اس پر عمل درآمد نہیں ہو رہا۔

ایوب بیگ مرزا: اس میں عدلیہ کا رول یہ ہوگا کہ وہ ان کیسز کو ترجیحی بنیادوں پر دیکھے اور جلد فیصلہ سنائے۔ یعنی جس پر غلط الزام لگ گیا اس کو بری کریں، جس پر صحیح الزام ہے اس کو جلد از جلد سزا دیں اور پھر اس پر عمل درآمد کروائیں۔

سوال: قانونِ ختم نبوت میں تبدیلی کے پس پردہ کیا قادیانی لابی کا رول ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اس کے پیچھے تو قادیانی ہی ہیں لیکن یہ واحد مسئلہ نہیں ہے۔ فارن پریشرز دوسرے ایشوز پر بھی آ رہے ہیں۔ پچھلے دنوں سیکس فری سوسائٹی کے حوالے سے پریشر آیا تھا کہ پاکستان میں زنا بالرضا پر پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ ہمارے ہاں بعض این جی اوز ایسی ہیں جو ان قوانین میں تبدیلی کے حوالے سے مہم چلاتی رہتی ہیں۔ یہاں پر کوئی بھی اسلام کے حوالے سے شق منظور ہو رہی ہو تو این جی اوز راستے میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرتی ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: پاکستان میں لبرل لوگوں کا لبرل ازم باہر کی امداد کا محتاج ہے۔ کیونکہ این جی اوز کو باہر سے فنڈز آتے ہیں اور پھر وہ پیسے لبرلز میں تقسیم ہوتے ہیں۔ آج حکومت اگر اس امداد پر پابندی لگا دے تو ان کا لبرل ازم سارا ختم ہو جائے گا۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: قوانین میں تبدیلی بیرونی قوتوں کا صرف ایک بہانہ ہے، اصل مقصود یہ ہے کہ یہاں پر فساد ہو، انتشار ہو، مظاہرے ہوں۔ کیونکہ ہماری عوام مذہب کے معاملے بہت حساس اور جذباتی ہے۔ لہٰذا بیرونی قوتیں عوام اور حکومت کو آپس میں لڑا کر انتشار پیدا کرنا چاہتی ہیں اور دوسرا وہ مذہب کے حوالے سے

> پاکستان ایک نظریہ کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا جب تک وہ نظریہ یہاں پر عملی شکل میں نافذ نہیں ہوتا بیرونی قوتوں کے لیے ہمارے ہاں انتشار پھیلانا آسان رہے گا۔

حساسیت کو بھی ختم کرنا چاہتی ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: انہوں نے یہ انتشار فکری سطح پر بھی پیدا کیا ہے۔ فکری سطح پر ایسے دانشور لائے گئے ہیں جو حدیث رسول ﷺ کا سرے سے ہی انکار کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک حکم کے معاملے میں صرف اللہ ہی اللہ ہے، نبی اکرم ﷺ کی حیثیت تو ایک ایلچی کی ہے (معاذ اللہ)۔ اصل میں بیرونی قوتیں ایسے نام نہاد دانشوروں کے ذریعے مسلمانوں کا تعلق نبی اکرم ﷺ سے کاٹنا چاہتی ہیں۔ یاد رکھیے! اگر مسلمانوں کا تعلق نبی اکرم ﷺ سے ختم ہوگیا تو اسلام سے تعلق مکمل طور پر ختم ہو جائے گا جبکہ بیرونی قوتوں کی یہی کوشش ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: مسلمان ملک کوئی بھی ہے تو اس میں اسلامی قوانین نافذ ہونے چاہییں۔ ایک زمانے میں سعودی عرب میں کچھ اسلامی قوانین نافذ تھے جن کی وجہ سے وہاں پر امن وامان تھا اور وہاں پر بھی کوششیں کی جا رہی ہیں کہ ان میں نرمی لائی جائے۔ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ ایک نظریہ کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا جب تک وہ نظریہ یہاں پر جاری وساری نہیں ہوتا ہمارے ہاں انتشار پھیلانا آسان رہے گا۔ اس لیے ضرورت یہ ہے کہ اس ملک کو اپنے نظریے کی طرف لوٹایا جائے اور اسلام کو بطور نظام حکومت یہاں پر نافذ کیا جائے۔ پھر ان دانشوروں کو بھی عقل آ جائے گی اور عوام الناس کے اسلام کے ساتھ لگاؤ اور انسیت میں بھی اضافہ ہوگا۔ کیونکہ عوام کی اکثریت یہاں پر اسلامی نظام چاہتی ہے۔ عالمی سروے اس بات کے گواہ ہیں۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

محافل استقبال رمضان کے لیے خاص تحفہ

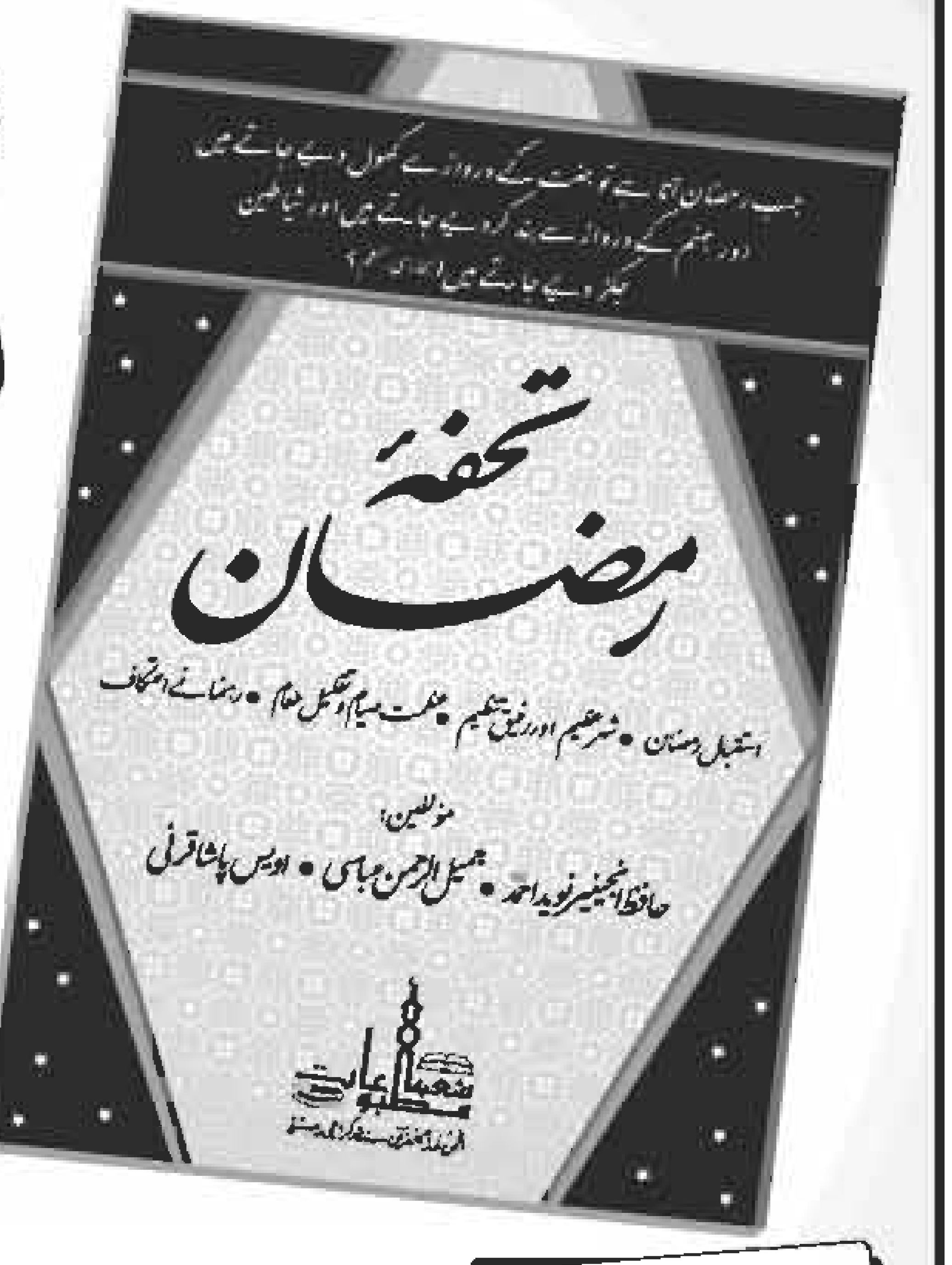

نیا دیدہ زیب ایڈیشن
اضافہ و تصحیحات کے ساتھ

مضامین
استقبال رمضان
شہر عظیم اور رفیق تنظیم
عظمت صیام و تقلیل طعام
رہنمائے اعتکاف

مؤلفین
حافظ انجینئر نوید احمد
جمیل الرحمٰن عباسی
اویس پاشا قرنی

50 فیصد رعایت پر فوری حاصل کریں

اپنے آرڈر جلد از جلد درج ذیل نمبروں پر نوٹ کروائیں

قیمت صرف 30 روپے

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی رجسٹرڈ
مرکزی دفتر B-375، پہلی منزل علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی، پاکستان۔
+92-21-34993436-7

دیوارِ چمن پر

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

رمضان کی آمد آمد ہے۔ اس سے پہلے ''پیغام پاکستان'' 1800 علماء کے دستخطوں سے جاری کردہ فتویٰ سامنے آیا۔ اسکی رو سے پاکستان کی حیثیت گویا مسجد کی سی قرار دی گئی۔ اس کا تقدس، اس کا تحفظ بحیثیت اسلامی ریاست کسے عزیز نہ ہوگا جب اسے مسجد بھی کہا جائے۔ یہ یاد دہانی بھی ہمراہ ہو کہ ''آئینی دستوری لحاظ سے اسلامی ریاست ہے۔'' ''سرزمینِ اسلامی جمہوریہ پاکستان اللہ کی مقدس امانت ہے۔'' ان جملوں نے سیروں خون بڑھا دیا۔ توقعات آسمان کو جا چھوئیں۔ تاہم جب زمینی حقائق کی طرف نگاہ دوڑائی تو ششدر رہ گئی۔ شعبان کا مہینہ ہے۔ استقبالِ رمضان کی تیاری اپنی اسلامی جمہوریہ میں دیکھنا چاہی تو ''ٹیلی نور سپر کبڈی لیگ'' کے تحت لڑکیاں، مردانہ وار کبڈی کے میدان میں پھدکتی پھر رہی تھیں! کشتی سے مشابہ انتہائی غیر زنانہ کھیل جس کی ہم ابجد سے بھی عورت ہونے کی بنا پر واقف نہ تھے، نگاہوں کو خیرہ کر رہا تھا۔ ہیجان خیز وحشی سا کھیل، نسوانیت کُش!

''قوم کی وہ بیٹیاں کہ جن کو بننا تھا بتول
کالجوں میں سیکھتی ہیں ناچ گانے کے اصول''

کا شکوہ تو بہت پیچھے رہ گیا۔ ٹیلی ویژن کے 78 چینل بھی (الا ماشاء اللہ) یوں ہیں کہ لگتا ہے انہیں اس فتوے کی ہوا بھی نہیں لگی۔ اخباروں میں چیختی چلاتی خبروں میں عشق عاشقی کی خودکشیاں، قتل الگ پریشان کن ہیں۔ لگتا ہے نوجوان نسل ہوش سنبھالنے سے بھی پہلے کم عمری ہی سے اسباقِ عاشقی ازبر کر لیتی ہے۔ سوشل میڈیا، موبائل نوجوانوں کے اوقات، تعلیم، صلاحیتیں بلا بن کر نگل رہا ہے۔

پیغامِ پاکستان میں جس شدت پسندی، انتہا پسندی کا غم کھایا گیا ہے وہ کتنے فیصد پاکستانیوں کی چاہ یا رجحان ہے؟ یہاں تو ریوڑوں کے ریوڑ بے مقصدیت، کھیل تماشوں اور صنفِ مخالف کی اسیری والے انتہا پسند ہیں! خودکشی یا قتل سے کم پر رکتے نہیں۔ شہیدانِ عشق عاشقی تو دن رات کی خبروں میں ذی شعور طبقے کے لیے سوہانِ روح ہیں۔ اور ہم ہیں کہ نصابوں، ہم نصابی سرگرمیوں، کھیل کے میدانوں، میوزیکل شوز، فیشن پریڈوں، میں یہی جذبات پروان چڑھانے، بھڑکانے کے اسباب فراواں کیے چلے جا رہے ہیں۔ اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی!

نقار خانے میں جسٹس شوکت عزیز صدیقی مسلسل پیمرا اور وزارت اطلاعات ونشریات کے لیے احکام جاری کر رہے ہیں۔ بر سرِ زمین عمل در آمد تو فی الحال نظر کم آ رہا ہے۔ رمضان میں پچھلے سالوں کی مانند اگر عملاً اسلام کا تمسخر اڑانے والے کھیل تماشا پروگرام جاری رہے تو خدا کی پناہ۔ اللہ کی اس مقدس امانت پاکستان کا کیا بنے گا؟ ہم منتظر رہے کہ اس فتوے کے عملی نتائج کے طور پر فوج کا پرانا ماٹو ''ایمان، تقویٰ، جہاد فی سبیل اللہ'' بحال ہو جائے گا۔ کیونکہ تاکیداً یہ بات سامنے آئی ہے کہ جہاد یعنی جنگ و قتال اسلامی ریاست کا حق ہے۔ ہم سکون کی نیند سو سکیں گے کہ ریاست، دنیائے کفر بالخصوص قریب ترین درپئے آزار مسلم دشمنوں سے نمٹنے میں مستعد تر ہو گی اس بیانیے کے بعد۔ تاریخ اور فقہ سے ابواب جہاد ان کے نصابوں کا فی الفور حصہ بنا دیے جائیں گے جو شومئی قسمت سے پرویز مشرف کے ہاتھوں بھلا دیے گئے تھے۔ لیکن شمالی وزیرستان کو گراؤنڈ زیرو کر کے ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' میں لوٹایا گیا تو اب خبر عجیب آ رہی ہے۔ وہاں شعبان میں میران شاہ ایجنسی ہسپتال میں محفل موسیقی سجائی گئی۔ ہسپتال تو آپریشنوں، دکھوں، تکلیفوں کے مداوے، آہوں کراہوں اور مسیحائی کا مرکز ہوا کرتا ہے۔ شفا کے متلاشی دعاؤں اور سجدوں میں پناہ لیتے ہیں۔ یہاں پوری محفلِ طرب ونشاط برپا ہے؟

اسی دوران بعد از فتویٰ بھی مساجد، مدارس میں تفتیش، کوائف کا اکٹھا کیا جانا، ہراساں کرنا کہ ایک ایک تفصیل سے آگاہ کیا جائے، اچنبھے کا باعث تھا۔ حفظ کی کلاسوں کے دوران انسپکٹروں کا گھس آنا؟ کیا نجی سکولوں کی انگریزی یا موسیقی کی کلاس میں بھی ممکن ہے؟ اس فتوے سے مساجد و مدارس کا وقار و تقدس مجروح ہونے کی بجائے احترام بڑھ جانا چاہیے تھا۔ سکولوں، کالجوں میں تو یوں پوچھ گچھ نہیں کی جاتی کہ کس استاد، کس طالب علم کا تعلق کس این جی او یا جماعت یا غیر ملک سے ہے؟ اللہ تعالیٰ اس بیانیے کو 1800 علماء کی توقعات اور حسنِ ظن پر پورا اتارے اور ان کے مقام و مرتبے کے شایانِ شان ملک کی نظریاتی شناخت اجاگر کرنے کا سبب بنے۔ اسے یقینی بنانے کو چوکس رہنا ہوگا۔ (آمین)

ہم نے تو اقلیتوں کے تحفظ اور رواداری کی خاطر 140 فٹ اونچی صلیب کراچی میں ایستادہ کر دی۔ ادھر یورپ بھر میں مساجد کے مینار 10 فٹ اونچا کرنے کی بھی حکومتیں روادار نہیں۔ مسلمانوں اور اسلام کا جو حال انہوں نے کر رکھا ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ اسی تسلسل میں جرمنی میں خواتین کو سکارف کے ساتھ پرائمری سکولوں میں پڑھانے کی ممانعت صادر کر دی گئی ہے۔ یہ ان کی لغت میں رواداری کا مطلب ہے! فلسطین اور کشمیر میں اسرائیل اور بھارت مسلم آبادی پر جو قیامت ڈھا رہے ہیں دنیا اس سے منہ موڑے بیٹھی ہے۔ شام میں عالمی محاذ جنگ کا تنور دہک رہا ہے۔ مسلمانوں پر چاند ماری کر کے آبادی چیتھڑوں میں تبدیل کر دی یا دھواں بن کر اڑ (evaporate) گئی۔ فلسطین میں 8000 فلسطینیوں کو پُر امن مظاہروں میں نشانہ بنا کر زخمی کیا گیا۔ ایمبولینسوں پر لگاتار حملے ہوتے رہے۔ کشمیر مسلسل جنازوں کی تصویر بنا پڑا ہے۔

ان دردانگیز تصاویر پر ملول ہو کر امریکہ کی خبریں دیکھیں تو دہلا دینے والے (ہوائی میں) آتش فشاں پھٹنے کے مناظر سامنے آئے۔ مسلمانوں پر بارود برسانے والوں پر ابلتا، پگھلتا، سیاہ فام لاوا، بلا بن کر سڑک یوں عبور کر رہا تھا کہ گاڑی نگلتا، گھر بھسم کرتا نارنجی شعلوں کے ساتھ لپکا چلا آ رہا تھا۔ زلزلہ مزید تھا۔ ہوا میں دم گھونٹ کر رکھ دینے والی سلفر ڈائی آکسائیڈ، کیمیائی بموں کا قائم مقام بنی امڈ رہی تھی۔ تیزابی بارش (acid rain) کا ہول اپنی جگہ۔ پھٹی ہوئی سڑکیں بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔ زلزلے سے آتش فشاں کے پھٹنے کا مزید اندیشہ بھی ہے۔ پوری دنیا ہی میں موسم درہم برہم ہو رہا ہے۔ اسے گلوبل وارمنگ سے منسلک کیا جا رہا ہے۔ گلوبل ویلج میں گلوبل

وارمنگ؟

اتنی حدت اور تپش کی شاید ایک وجہ اور بھی ہو۔ آبادیوں کی آبادیاں جن گناہوں میں لت پت ہیں ان کی مثال یوں تاریخ میں نہیں ملتی۔ بدترین اخلاقی گراوٹ، درندگی، ظلم وجبر، بددیانتی، بے حیائی، اس پر مستزاد چوری اور سینہ زوری ایسی کبھی نہ تھی۔ کھربوں ڈالر کے کاروبار گناہوں سے منتھی ہیں۔ رگوں میں اترنے والا پیسہ حرام زہریلا۔ مسلم دنیا میں ہمیشہ حالات کچھ بہتر ہی رہے تھے۔

9/11 کے بعد مسلم ممالک شاہ سے بڑھ کر شاہ کی وفاداری میں ان سے بھی اس دوڑ میں آگے نکلنے کو ہیں۔ رمضان سے پہلے سعودی عرب کی مقدس سرزمین پر دھڑا دھڑ ایمان سوز، حدشکن اقدامات ہوئے چلے جارہے ہیں۔ دنیا بھر میں گناہوں سے بھڑکتی تپش سے گلوبل موسم کے رخسار تمتما اٹھے ہیں۔ کانوں کی لوئیں سرخ ہوگئی ہیں۔ کف آلودہ ہوکر آتش فشاں پھٹ پڑا ہے۔ سرخ و نارنجی منظرنامہ دیکھا جاسکتا ہے۔ غیظ وغضب آندھی کے بگولے بن بن اٹھ رہے ہیں۔ منظر دھندلا ہو رہا ہے۔ سعودی عرب میں ریت کے بدترین طوفان، سیلابی ریلے اٹھ رہے ہیں۔ پاکستان بھر میں ایک ہی دن میں زلزلے کے دو مرتبہ جھٹکے۔ قوموں کی مستند ترین تاریخ ہمارے پاس مقدس آسمانی صحیفے میں موجود ہے۔ سورۃ ھود، الاعراف، الشعراء، الانبیاء، القصص جیسی سورتوں میں قوموں کی نافرمانیوں کے نتائج، سنتِ الٰہیہ واضح پڑھادی گئی ہے۔ ایک سائنس...... خالق ومالکِ سائنس کی بھی ہے۔ وللہ جنود السموات والارض o (زمین وآسمان کے سارے لشکر اللہ ہی کے ہیں) فرعون کے عساکر نگلنے کو قلزم کی موجیں...... ننھے ننھے قطروں کی صف درصف فوج کافی ہوگئی۔ ہوا، طوفان بن کر عاد کے بے مثل تنومندوں کو پچھاڑ گئی۔ پانی ہی کے قطرے سونامی بن کر اٹھے اور قوم نوح کے گھمنڈ کو غرقاب کر گئے۔ قومِ ثمود کے آواز کی لہروں (sound waves) نے کلیجے شق کر دیے۔ ابرہہ کو ابابیلوں کے ننھے پنجوں میں دبی (ایٹمی!) کنکریاں بھوسہ بنا دینے کو کافی ہوگئیں! یہ ہے رب کائنات! این المفر! بچ نکلنے کی جائے پناہ کہاں پاؤ گے؟ فاین تذھبون۔ (کہاں بھٹکے چلے جارہے ہو!) رمضان آرہا ہے۔ اللہ ہی ہمیں من حیث القوم رجوع الی اللہ کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)۔

چیف جسٹس صاحب نے بہت اچھا کیا کہ ذہنی امراض کے ہسپتال کا دورہ کرلیا۔ ہسپتال کے مریضوں کی خیریت دریافت کی۔ ان سے سہولیات کا بھی پوچھا۔ اخباروں کی شہ سرخیاں پڑھ کر احساس ہوتا ہے کہ ایسے مقامات کو ذرا اچھا ستھرا کر کے بہت سے افراد کی مزید جگہ (وی آئی پی معیار کی) بنادی جائے تو ملک میں امن قائم کرنے اور باہم کھینچا تانی کے گھڑمس سے نکلنے میں شاید سہولت ہوجائے۔ جسٹس صاحب نے پشاور سینٹرل جیل کا بھی دورہ کیا۔ گزشتہ سالوں میں 9/11 کے بعد جیلیں اور عقوبت خانے کھچا کھچ بھر دیے گئے ہیں۔ جن کا پُرسانِ حال کوئی نہیں۔ جیلوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ خفیہ جیلوں کا سراغ لگاسکیں تو آمنہ جنجوعہ کے قبیلے کے آنسو پونچھے جائیں۔ ورنہ جسٹس جاوید اقبال کے لیے 4.9 ارب ڈالر بھارت منتقلی کی مضحکہ خیز جعلی خبر پر ازخود نوٹس انہی کی آہ لگنے کی بنا پر جگ ہنسائی اور خجالت کا سامان بنا کھڑا ہے۔ جسٹس ثاقب نثار ہی مداوا کردیں لاپتگان کا تو کارِخیر ہو! فی الحال تو......

دیوارِچمن پر زاغ وزغن مصروف ہیں نغمہ خوانی میں!

☆☆☆

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ سابق ناظم بیت المال حلقہ اسلام آباد طاہر حیات کے سگے بھتیجے انتقال کرگئے

☆ مقامی تنظیم اسلام آباد شمالی کے ملتزم رفیق و بانی محترم کے دیرینہ ساتھی غلام رسول غازی انتقال کرگئے

☆ رفیق تنظیم ملتان غربی محمد اسحٰق انصاری کے بہنوئی بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں

☆ منفرد ملتزم رفیق ڈاکٹر عبدالرحمٰن کی ہمشیرہ قضائے الٰہی سے وفات پاگئیں

برائے تعزیت: 0321-6056079

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

سانحۂ ارتحال

جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث، استاذ العلماء حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ 7 دسمبر 1933ء کوراجن پور ڈیرہ غازی خان میں پیدا ہوئے، میٹرک کے بعد دینی تعلیم کے لیے جامع اشرفیہ لاہور میں داخل ہوئے، 1954ء میں فراغت کے بعد 2 سال جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد میں پڑھایا، اس کے بعد 3 سال خیر المدارس ملتان میں تدریس کی، 1970ء سے 1980ء تک دس سال دارالعلوم کبیروالہ میں تدریس فرمائی، پیر حضرت مفتی نوراللہ مرقدہ کے حکم سے جامعہ اشرفیہ لاہور میں تدریس کے لیے تشریف لائے، 1988ء میں جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث مقرر ہوئے اور 2001ء سے بخاری شریف اور ابوداؤد شریف زیر تدریس آئیں۔

حضرت صوفی رحمہ اللہ کے تین فرزند ہیں۔ مولانا شفیق الرحمٰن، مولانا عتیق الرحمٰن، مولانا عبدالرحمٰن۔ ہم حضرت صوفی رحمہ اللہ کے صاحبزادگان، پسماندگان، متوسلین، خصوصاً جامعہ اشرفیہ کے مہتمم حضرت مولانا فضل الرحیم دامت برکاتہم اور جامعہ کے تمام مدرسین اور تلامذہ سے تعزیت کرتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ (آمین)

ضرورت رشتہ

☆ امیر تنظیم ممتاز آباد کو اپنے چھوٹے بھائی عمر 26 سال، تعلیم میٹرک، برسرروزگار، بلوچ فیملی سے تعلق کے لیے دینی مزاج کی حامل شرعی پردہ کی پابند لڑکی کا رشتہ درکار ہے ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0321-6306220

☆ فیصل آباد کے رفیق تنظیم، شیخ فیملی، عمر 45 سال، ذاتی کاروبار، ایک بیٹا (عمر 14 سال)، بیوی انتقال کر گئی دوسری شادی کے لیے، پڑھی لکھی، صوم وصلوٰۃ کی پابند خاتون کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0333-7673755

معیشت کی تشویشناک صورتِ حال

ڈاکٹر میاں احسان باری

مملکت خداداد پاکستان کا پلاننگ کمیشن غالباً گہری نیند سویا پڑا رہتا ہے۔ کوئی تو ایسا پیداواری پروجیکٹ شروع کیا جاتا جس سے کوئی آمدن بھی ہوتی رہتی۔ ہر بڑے پروجیکٹ کی تجویز غالباً ناشتہ کی میز پر خاندان شریفاں و دیگر ناشتہ کیبنٹ کے افراد کے ذہن میں آتی ہے اور پھر اس پر عملدرآمد کا حکم جاری ہو جاتا ہے۔ پچھلے سالوں میں تمام ایسی سکیمیں شروع کی گئی ہیں جن کے مکمل ہو جانے پر بھی ایک دھیلہ کی واپسی ممکن نہیں ہے۔ کاش کالاباغ ڈیم یا اس طرح کے دوسرے منصوبے شروع ہو جاتے ان کا نام خواہ کوئی اور ہی رکھ لیا جاتا جن کی تکمیل پر ملک بھر کی بجلی 3.5 روپے تک فی یونٹ کم قیمت پر دستیاب ہو جاتی اور پانی کا ذخیرہ بھی جمع ہو جاتا اور تقریباً ڈیڑھ لاکھ مکعب ایکڑ پانی (بارشوں اور سیلابوں والا) سمندر کی نظر نہ ہو جاتا اور سارا سال ہمارے کام آتا رہتا مگر جونہی ہم کسی ایسے پیداواری منصوبے کو شروع کرنے کا نام لیتے ہیں ہندو مہاشوں کی پروردہ تنظیم "را" فوراً میدان میں آن ٹپکتی ہے۔ ہماری ہی صفوں میں گھس بیٹھے چند ملک دشمن افراد اور بھارتی پروپیگنڈا سے متاثر میڈیا کے نمائندگان کو رقوم بانٹنا شروع کر دیتی ہے اور چاروں طرف ایسا مخالف پروپیگنڈا اسر اٹھا لیتا ہے کہ جو تھمنے کا نام نہیں لیتا جب تک کہ ہم مذکورہ منصوبے کے مکمل خاتمہ کا باقاعدہ اعلان نہیں کر ڈالتے۔

ساری قوم کی اس وقت آہیں نکل جاتی ہیں جب اصل حقیقت واضح ہوتی ہے کہ نئے اعلان کردہ بجٹ کی تکمیل کے لیے کم وبیش 13.5 بلین ڈالرز کا قرض لینا ہوگا اور یہ پاکستان کی 71 سالہ تاریخ میں سب سے بڑا قرضہ ہوگا موجودہ حکمرانوں نے پونے پانچ سالہ دور حکومت میں اب تک 40.3 بلین ڈالرز سے زیادہ قرضہ لیا ہے۔ اس طرح سے موجودہ لیگی حکمران ہمیں تقریباً 54 ارب ڈالرز کے قرضوں تلے روند کر جا رہے ہیں۔ تازہ بجٹ 5.24 ٹریلین رقوم کا ہے 1.5 ٹریلین کی رقوم اس بار قرضوں اور سود کی ادائیگیوں میں خرچ ہوں گی، یعنی کل بجٹ کا تقریباً 30 فیصد، یہ رقوم ہمارے دفاعی بجٹ سے بھی کہیں زیادہ ہیں۔ دفاعی بجٹ کل بجٹ کا 23 فیصد ہے۔ باقی تقریباً 47 فیصد بجٹ کی رقوم سے ہم نے پورا ملک چلانا ہے جب کہ حکمرانوں کے اللے تللوں کے لیے رقوم بھی یہیں سے خرچ ہونی ہیں اور لوٹ کھسوٹ کے ذریعے بھی یہیں سے مال ومتاع نکال کر باہر بھجوایا جانا ہے۔ قوم یاد رکھے کہ صرف دفاع اور قرض کی رقوم 53 فیصد کل بجٹ کا حصہ ہیں غرضیکہ ہمارے زیادہ نئے قرضے صرف پرانے قرضوں کو اتارنے کے لیے لیے جا رہے ہیں۔ معیشت ڈوب رہی ہے اور ہمارے سیاستدان ایک دوسرے پر تبرے بھیجنے، گالی گلوچ اور مغلظات کے نئے نئے باب رقم کر رہے ہیں۔

یہ تو کوئی بھی غور نہیں کر رہا کہ جن 10، 11 ممالک کے دیوالیہ ہونے کے خطرات دنیا کے نقشہ میں موجود ہیں ان میں ہم ٹاپ تھری یا فور پر پہنچے ہوئے ہیں میرے منہ میں خاک اگر ایسا ہو گیا تو قوم کا کیا حشر نشر ہو جائے گا؟ قرض خواہ سامراجی تنظیمیں، آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک تو ہمارے گلے پڑ جائیں گے اور نجکاریوں کے نام پر ہمارے اہم ترین ادارے اونے پونے داموں زبردستی خرید لیں گے پھر بھی ان کے قرضے پورے نہ ہو سکے تو ان کی للچائی ہوئی نظریں ہمارے ایٹمی اثاثوں کی طرف اٹھیں گی کہ چلو پھر انہیں ہی گروی رکھ دو۔ مستقبل کا منظر انتہائی خوفناک نظر آ رہا ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر دنیا کے غلیظ ترین کافرانہ نظام سود سے جان مکمل طور پر چھوٹ رہی تھی اور پھر وفاقی شرعی عدالت کے اس کو ختم کر ڈالنے کے فیصلوں کے بعد سپریم کورٹ سے حکم امتناہی بھی سابقہ ادوار میں نواز شریف صاحب کی حکومت نے ہی لے رکھا ہے جو کہ اب کئی سال بعد بھی نافذ العمل ہے۔ سعودی عرب میں خود ساختہ جلاوطنی کے دور میں خانہ کعبہ کے اندر بیٹھے ہوئے ان کے وہ چند دوست احباب آج بھی زندہ ہیں جن کے سامنے وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر آئندہ پاکستان کی خدمت کا موقع ملا تو سود کی لعنت سے جان چھڑوائیں گے اور مکمل اسلامی نظام کے نفاذ کی بھی دل وجان سے کوشش کریں گے مگر وہ وعدہ ہی کیا جو ایفا ہو گیا!

سابقہ کمانڈو جنرل حکمران پرویز مشرف تو الٹا سامراجیوں کے ان داتا اسرائیل کو ہی تسلیم کرنے کی طرف گامزن رہے اور موجودہ شریفین مودی جیسے موذی کی دوستی کا دم بھرتے نہیں تھکتے۔ گھریلو تقریبات میں مودی جہاز بھر کر آ دھمکا تھا وہاں کسی پردہ کی گنجائش کہاں ہوتی؟ خواتین نے آپس میں تحائف تک تبدیل کیے خود مودی کی بطور وزیر اعظم حلف برادری میں بغیر اسمبلی میں بحث مباحثہ اور سیکورٹی کلیرنس لیے خود جا پہنچے اور وفد میں شامل عزیز و اقارب ورشتہ داروں نے زیادہ وقت بھارتی کاروباری حضرات کو ملنے میں گزارا اور اب جو ''را'' کا سرپرست اعلیٰ کلبھوشن بلوچستان کے ساحلی علاقوں سے پکڑا گیا تو اسے فوری قرار واقعی سزا نہ دینا اور اس کے مسئلہ پر وقت کٹائی کرنا حکمرانوں کو زیب نہیں دیتا تھا۔

ادھر میٹرو بسوں جیسے پراجیکٹس پر روزانہ ایک کروڑ روپے سبسڈی دینا پڑ رہا ہے۔ ویسے یہ سکیم جتنے میں بھی مکمل ہوگی عرصہ 20 سال میں ادائیگیاں کرنا ہیں۔ آئندہ حکمران قرضوں کی واپسیاں کرتے کرتے دم توڑ جائیں گے۔ پھر جو بھاری قرضے لیے جاتے ہیں انہیں صوبائی حکومتیں مکمل طور پر خرچ ہی نہیں کر پاتیں اور سود در سود کے بھاری پتھر کا بوجھ ہم پر لدا چلا رہتا ہے۔ یہ عمل جاری رہے گا؟ اس وقت تک 17 بلین ڈالرز قرض کی رقم خرچ ہی نہ کی جا سکی ہم بطور آئی ایم ایف 93 بلین ڈالرز کے مقروض ہو چکے ہیں بیرونی دوروں پر ہی زیادہ وقت اور اسمبلیوں کو سابق وزیر اعظم نے کم وقت دیا۔ دوروں پر 110 کروڑ روپے اور موجودہ وزیر اعظم نے صرف 9 ماہ میں 68 کروڑ روپے خرچ کر ڈالے حکمران ایسے عیاش ہوں گے اس کا تصور بھی کرنا محال ہے۔ معیشت سسکیاں لے رہی ہے جب کہ ورلڈ بینک کی رپورٹ کے مطابق سابقہ تین سالوں میں 16 بلین ڈالرز ناجائز ذرائع سے بھارت منتقل کیے جا چکے۔ غالباً یہ حکمرانوں یا ان کے دوستوں کے کاروباروں کے لیے خطیر رقوم بھیجی گئی ہوں گی۔ وما علینا الا البلاغ!

روزے کے آداب

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

ہر کام کے نتیجہ خیز ہونے کے لیے کچھ شرائط و آداب ہوتے ہیں۔ اگر اس عمل میں اُن کی اہمیت کو پیش نظر رکھا جائے تو اس سے مطلوبہ نتائج حاصل ہوں گے ورنہ اس کام میں لگایا گیا وقت اور محنت رائیگاں جائے گی۔ جو کسان چاول کاشت کرنا چاہتا ہے ضروری ہے کہ وہ اچھا بیج حاصل کرے، مناسب موسم میں بیج بوئے۔ کھیت میں ضرورت کے مطابق پانی کا انتظام کرے۔ خودرو گھاس پھوس تلف کرے۔ جب پیداوار حاصل کرنے کا وقت آئے تو دستور کے مطابق کٹائی کرے اور اناج حاصل کرے۔ اسی طرح فیکٹری کا مالک مصنوعات تیار کرتا ہے اور ان کی تیاری میں سارے مراحل احتیاط کے ساتھ عمل میں لاتا ہے۔ تو وہ کامیاب صنعت کار کہلائے گا۔

روزہ کوئی عام سا عمل نہیں، یہ اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ قرآن مجید میں اس کی فرضیت کا حکم ان الفاظ میں ہے: مَن شَھِدَ مِنکُمُ الشَّھرَ فَلْیَصُمْہُ ''تم میں سے جو کوئی یہ مہینہ (رمضان) پائے تو وہ ضرور روزے رکھے۔'' ضروری ہے کہ روزہ رکھنے والا روزے کے آداب وشرائط سے آگاہ ہو اور ان پر عمل کرے ورنہ روزہ رکھ کر بھوک پیاس برداشت کرنا بے فائدہ ہوگا۔ اس ضمن میں جملہ آداب میں سے صرف دو کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔ اول رزق حلال سے سحری و افطاری اور دوم برائیوں سے بچنا۔ اگر ان کا اہتمام نہ کیا جائے تو سخت گرمی کے موسم میں بھوک پیاس برداشت کرنا روزہ نہ ہوگا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کو روزہ کے ثمرات میں بھوکا پیاسا رہنے کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں۔ اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں کہ ان کو رات کے جاگنے (کی مشقت) کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔'' (ابن ماجہ ونسائی عن ابی ہریرہؓ)

رزق حرام کی نحوست اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ حرام خور کی عبادت جو وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی الوہیت پر اُس کو یقین ہے مگر اُس کی وہ عبادت چاہے نماز ہو، زکوٰۃ ہو یا حج اللہ کے حضور مقبول نہیں۔ اسی طرح وہی روزہ صحیح ہے جس کی سحری اور افطاری رزق حلال سے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے دس درہم میں کوئی کپڑا خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا تھا تو جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہے گا اس کی کوئی نماز اللہ کے ہاں قبول نہ ہوگی۔'' (مسند احمد عن عبداللہ بن عمرؓ)۔ ناجائز روزی کھانے والے کا مزاج خراب ہو جاتا ہے، نیکی کے کاموں کے ساتھ اس کی رغبت نہیں رہتی۔ عبادت میں اس کا دل آمادہ نہیں ہوتا۔ اس کے جسم میں حرام روزی سے بنا ہوا خون گردش کر رہا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی عبادت بھی بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ گوشت جنت میں نہ جاسکے گا جس کی نشوونما حرام مال سے ہوئی ہو اور ہر گوشت جو حرام مال سے پلا بڑھا ہے دوزخ اس کی زیادہ مستحق ہے۔'' (مسند احمد عن جابر بن عبداللہؓ)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں لوگوں کو حلال غذا کھانے اور نیک اعمال کرنے کی تعلیم دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی رزق حلال کی اہمیت واضح کر دی ہے اور حرام خوری سے روکا ہے۔ اس ضمن میں آپ کا فرمان ہے: ''اے اہل ایمان تم ہمارے رزق میں سے حلال اور طیب کھاؤ اور حرام سے بچو۔ اس کے بعد آپؐ نے ایک ایسے آدمی کا ذکر فرمایا جو طویل سفر کر کے (کسی مقدس مقام پر) ایسے حال میں جاتا ہے کہ اس کے بال پراگندہ ہیں اور جسم اور کپڑوں پر گرد و غبار ہے اور وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعا کرتا ہے۔ اے میرے رب! اے میرے رب اور حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے اور حرام غذا سے اس کی نشوونما ہوئی ہے تو اس آدمی کی دعا کیسے قبول ہوگی۔ (صحیح مسلم عن ابی ہریرہؓ)

کون سا مسلمان ہے جس کو نہیں معلوم کہ کیا حرام ہے اور کیا حلال ہے؟ رشوت چوری، دھوکا، فریب، جھوٹ، غلط بیانی اور دوسروں کی حق تلفی سے کمایا ہوا مال حرام ہے۔ پھر اس گندے مال سے سحری کھا کر رکھا گیا روزہ اور اسی مال سے افطار کیا گیا روزہ کیسا ہوگا۔ اوپر رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل ہوا کہ ایسے روزہ دار کا روزہ تو بس صرف بھوکا پیاسا رہنا ہے۔

رمضان مبارک مہینہ ہے۔ یہ نیکیوں کی لوٹ سیل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مہینے میں سرکش شیاطین کو قید کر دیتا ہے اور اپنی رحمت کو وافر کر کے نیکیاں کرنے کے لیے ماحول سازگار بنا دیتا ہے۔ نفل پڑھنے کا ثواب فرض کے برابر اور فرض ادا کرنے کا ثواب غیر رمضان سے ستر گنا بڑھ جاتا ہے۔ یوں رمضان شریف میں نیکیاں کرنے کی ترغیب دی گئی ہے کہ بندہ زیادہ سے زیادہ تلاوت اور تفہیم میں مشغول رہے کہ یہ مہینہ قرآن کی سالگرہ کا مہینہ ہے۔

نیکیوں کے لیے اس سازگار ماحول میں بہرحال برائیوں سے بچنا انتہائی ضروری ہے، کیونکہ یہ ناشکری ہے کہ اس مقدس مہینے میں نیکیوں کی بجائے برائیاں کی جائیں۔ ظاہر ہے کہ اس رحمت بھرے مہینے میں برائیاں کرنا برائیوں کی نحوست کو کئی گنا بڑھا دے گا۔ جیسے جھوٹ بولنا برا ہے مگر مسجد میں جھوٹ بولنا اور بھی زیادہ بُرا ہوگا۔ یہ مہینہ تو بری عادتوں کو چھوڑنے کا مہینہ ہے۔ ضرورت ہے کہ بندہ ہوشیار ہو کر شعوری طور پر نہ صرف جھوٹ اور غیبت سے بچے بلکہ ہر گناہ سے دور رہے۔ سگریٹ پینے والا تھوڑی سی کوشش کر کے سگریٹ نوشی چھوڑ سکتا ہے۔ مختصر یہ کہ جو شخص رمضان مبارک میں بھی چست ہو کر برائیوں سے نہیں بچتا بلکہ اس کے معمولات میں کچھ بھی تبدیلی نہیں آتی تو اس کی بدبختی میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

رمضان کے روزے بڑے ذوق وشوق سے رکھنے چاہییں اور رمضان کے ایام سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیے کہ رمضان گزرنے کے بعد رحمتوں کی کثرت کا زمانہ نہ رہے گا اور پھر حسرت ہی رہ جائے گی۔ بلکہ ارادہ یہ کرنا چاہیے کہ اگلا رمضان نصیب ہوا تو اس سے بڑھ کر نیکیاں کماؤں گا۔ صحیح روزہ وہ ہے کہ جو تقویٰ پیدا کرے یعنی بندہ خدا کا خوف رکھتے ہوئے زندگی گزارنے کا عہد کرے اور ہر وقت گناہ کے کاموں سے بچنے کی کوشش کرے۔ وہ نماز نہیں جو بے حیائی اور برائی کے کاموں سے نہ روکے۔ اسی طرح وہ روزہ روزہ نہیں جو خدا کا خوف پیدا نہ کرے۔

تنظیم اسلامی دیر شہر کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی اجتماع

پروگرام مورخہ 30 اپریل کو اسرہ سلام کوٹ میں منعقد ہوا۔ پروگرام کے لیے نائب ناظم حلقہ ملاکنڈ ممتاز بخت کو خصوصی دعوت دی گئی تھی۔ اسرہ سلام کوٹ کے مقامی رفقاء میں سے جناب سید رازق نے استقبال کیا۔ اور سیدھے جامع مسجد لے گئے۔ بعد از نماز عصر ممتاز بخت نے عظمت قرآن کے موضوع پر مفصل خطاب فرمایا۔ جس میں مقامی 60 افراد نے بڑی دلجمعی سے بات سنی۔ اس کے بعد مختصر سی گشت کا اہتمام کیا گیا۔ بعد از نماز مغرب منہج انقلاب نبویؐ کے موضوع پر ممتاز بخت صاحب نے مفصل خطاب کیا۔ جس میں 35 افراد نے شرکت کی۔ نماز عشاء کے بعد اسرہ سلام کوٹ کے نقیب عبدالمالک کے گھر اسرہ کے مقامی رفقاء کے ساتھ اسرہ اجتماعات اور انفاق پر گفتگو ہوئی۔ اس کے بعد بانی تنظیم کی کتاب ''مسلمان امت کا ماضی حال و مستقبل'' کے باب دوم پر مفصل مذاکرہ کرایا گیا جو ایک گھنٹہ جاری رہا۔ دوسرے دن صبح نماز فجر کے بعد درس قرآن جناب ممتاز بخت صاحب نے دیا جس میں 15 افراد نے شرکت کی۔ بعد از نماز اشراق پروگرام کا اختتام ہوا۔ ہماری اس کوشش کو اللہ ہمارے لیے توشۂ آخرت بنا دیں۔ آمین! (رپورٹ: سعید اللہ خان)

امیر محترم کا دورہ حلقہ پنجاب پوٹھوہار

امیر محترم نے 11 مئی بروز جمعہ حلقہ پنجاب پوٹھوہار کا دورہ کیا۔ پروگرام کا انعقاد مسجد العابد گوجر خان میں کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز صبح 10:00 بجے ہوا۔ اس پروگرام میں کل 75 رفقاء نے شرکت کی۔ سب سے پہلے امیر حلقہ نے امیر محترم کو اپنے حلقہ کے کل منتظم و منفرد رفقاء کی تعداد بتائی اور پھر مقامی تناظیم کے امراء اور اپنے حلقہ جاتی معاونین کا تعارف کروایا۔ اس کے بعد مقامی امراء نے اپنے نقباء اور مقامی معاونین اور نئے شامل ہونے والے رفقاء کا تعارف کروایا۔ اس کے بعد رفقاء کی امیر محترم کے ساتھ سوال و جواب کی بھرپور نشست ہوئی جو کہ 12 بجے تک جاری رہی۔ اس کے بعد امیر محترم نے خطاب جمعہ میں استقبالِ رمضان کے موضوع پر بیان فرمایا۔ جس میں لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اس کے بعد امیر محترم کی حلقہ کی شوریٰ سے ملاقات ہوئی جس میں ہر رفیق نے امیر محترم کو اپنی ذمہ داری اور ذاتی حوالے سے بتایا۔ اس کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ جو کہ ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ اقامت دین کی جدوجہد میں اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ (رپورٹ: مشتاق حسین)

کارروائی علاقائی اجتماع لاہور ڈویژن برائے ملتزم رفقاء

اجتماع 14 اپریل 2018 بروز ہفتہ نماز عصر کے وقت قرآن اکیڈمی لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں حلقہ لاہور غربی و شرقی اور مرکز کے تحت منفرد اسرہ جات کے ملتزم رفقاء مدعو تھے۔ نقابت کے فرائض مرکزی ناظم تعلیم و تربیت خورشید انجم نے ادا کئے۔ پروگرام کے آغاز میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب نے رفقاء کو خوش آمدید کہا۔ انہوں نے کہا کہ اس پروگرام کا مقصد اپنے تنظیمی و تحریکی سبق کی یاددہانی ہے۔ اس کے بعد ناظم اجتماع حلقہ لاہور غربی کے امیر پرویز اقبال صاحب نے رفقاء کو ہدایات دیں۔ پہلا خطاب شجاع الدین شیخ کا تھا جس کا عنوان اقامت دین کی فرضیت اور اس کی زوردار دعوت جس سے منتخب نصاب 2 کا تعلق منتخب نصاب نمبر 1 سے جڑتا ہے۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد شجاع الدین شیخ کی دوسری گفتگو ہوئی جس کا عنوان حزب اللہ کی تشکیل میں فیصلہ کن عامل تھا۔ انہوں نے سورہ مائدہ کی آیات کے حوالے سے کہا کہ اقامت دین کی جدوجہد کیلئے ہم تنظیم میں شامل ہوئے لیکن اس کا اصل عامل اللہ کی رضا اور جہنم سے چھٹکارا ہے۔ اس گفتگو کے بعد ان کی تیسری گفتگو کا عنوان اقامت دین کی جدوجہد کرنے والی جماعت کی ہیئت تنظیمی تھا۔ انہوں نے کہا کہ اقامت دین کی جدوجہد کرنے والی جماعت کی ہیئت تنظیمی بیعت سمع و طاعت ہے جو منصوص ہے، مسنون ہے، ماثور ہے، اور معقول ہے۔ بیعت کے تقاضے پورے کرنے میں اصل جزیہ ہے کہ اللہ راضی ہو جائے۔ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد خورشید انجم نے اقامت دین کی جدوجہد کرنے والوں کے اوصاف پر گفتگو کی۔ انہوں نے سورہ فتح کی آیات نمبر 28,29 کی روشنی میں اللہ والوں کے اوصاف بیان کئے کہ وہ آپس میں بہت نرم اور کفار کے لئے سخت ہوتے ہیں۔ گفتگو کے اختتام کے بعد آرام کا وقفہ ہوا۔ صبح تہجد کے وقت رفقاء کو اٹھایا گیا۔ نماز فجر کی ادائیگی اور ناشتہ کے بعد بروز اتوار صبح 8 بجے بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ویڈیو لیکچر دکھایا گیا جس کا عنوان بگڑے ہوئے مسلمان معاشرے میں اسلامی انقلاب کے لئے آخری اقدام کا عنوان تھا۔ اگلے مقرر ڈاکٹر عبدالسمیع تھے جن کی گفتگو کا عنوان اطاعت امیر بمقابلہ تنازع فی الامر تھا۔ انہوں نے سورہ آل عمران کی آیت نمبر 154 اور حضرت عبادہ بن صامتؓ کی حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں اس کو بیان کیا۔ اور بتایا کہ اس حدیث کی روشنی میں آنحضور ﷺ نے بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر جب یثرب سے آنے والے 72 مرد اور تین خواتین سے بیعت لی اور یوں اہل یثرب کو نظم میں پرو دیا۔ ڈاکٹر عبدالسمیع کا دوسرا لیکچر نجویٰ کی حقیقت کے عنوان سے تھا۔ انہوں نے کہا کہ نجویٰ کا لغوی مطلب بلندی، سرگوشی ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں نجویٰ کی جو مذمت بیان ہوئی ہے وہ یہ کہ اجتماعیت کے اندر کسی ذمہ دار کے خلاف کانا پھوسی کرنا۔ ڈاکٹر عبدالسمیع نے اپنے دونوں لیکچرز میں بڑے کھلے ڈھلے انداز میں پنجابی الفاظ استعمال کرتے ہوئے اپنے لیکچرز کے مفہوم کو سامعین تک پہنچایا اس کے بعد مرکزی ناظم تعلیم و تربیت خورشید انجم نے گفتگو کی۔ ان کی گفتگو کا عنوان نظم بالا سے اجازت و رخصت تھا۔ انہوں نے سورہ نور کے آخری رکوع کی روشنی میں ایک مامور کا نظم بالا سے اجازت و رخصت کا معاملہ خوب واضح کیا۔ پروگرام کے آخر میں امیر تنظیم حافظ عاکف سعید صاحب نے امیر کا اپنے رفقاء کے ساتھ طرز عمل اور اسوہ رسول اکرم ﷺ کے عنوان سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا ایک امیر کا اپنے رفقاء سے تعلق ایک شفیق اور سمجھدار باپ کی طرح کا ہوتا ہے۔ سورہ آل عمران سے استشہاد کرتے ہوئے کہا کہ جب مامورین سے غلطی ہو جائے تو اس کا علاج ڈانٹ ڈپٹ نہیں ان کو معاف کرنا ہے اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا اور ساتھیوں کو مشورہ میں شریک کرنا ہوتا ہے۔ نماز ظہر کی ادائیگی پر اجتماع کا اختتام ہوا۔ (مرتب کنندہ: محمد یونس)

عارفوالہ میں استقبال رمضان پروگرام کا انعقاد

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کی مقامی تنظیم پاکپتن کے زیر اہتمام عارفوالہ میں استقبال رمضان کے سلسلے میں نور محل شادی ہال میں ایک شاندار پروگرام ہوا جس کی تشہیر پینا فلیکس بینرز اور چھوٹی فلیکس کے ذریعے کی گئی اس پروگرام میں ''اللہ تعالیٰ کی دو عظیم نعمتیں'' کے موضوع پر ڈاکٹر عبدالسمیع نائب ناظم اعلیٰ پاکستان وسطی زون کا خصوصی خطاب ہوا جس میں انہوں نے رمضان اور قرآن اللہ کی دو عظیم نعمتوں کے حوالے سے خطاب کیا پروگرام میں 220 سے زائد افراد نے شرکت کی۔ پروگرام کا اختتام مسنون دعا سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی محنت کو قبول فرمائے اور خدمت دین کے لئے مزید ہمت و حوصلہ عطا فرمائے۔ (آمین) (رپورٹ: محمد ناصر بھٹی)

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی باغ کے حبیب کاشف علی کے بھائی کا دماغ کا آپریشن ہوا ہے۔ اور حالت تشویش ناک بتائی جا رہی ہے۔ رابطہ نمبر: 0300-6216152

قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

رمضان المبارک میں تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام

دورۂ ترجمہ قرآن اور خلاصہ مضامین کے پروگرام مع نماز تراویح

حلقہ فیصل آباد خلاصہ مضامین/دورۂ ترجمہ قرآن

مقام	مدرس	رابطہ نمبر
مسجد عبیداللہ محلہ سلطان والا جھنگ صدر	مختار حسین فاروقی	0300-8431317
جامع مسجد قرآن اکیڈمی لالہ زار کالونی نمبر 2 جھنگ	عبداللہ ابراہیم	0300-8431317
مدرسۃ البنات، جھنگ سٹی	مفتی عطاء الرحمٰن	0300-8431317
جامع مسجد طوبیٰ قرآن اکیڈمی، شالیمار ٹاؤن ٹوبہ	پروفیسر خلیل الرحمٰن	0307-4114598
جامع مسجد سلطان فاؤنڈیشن کالج ٹوبہ	مولانا محمد صدیق	0307-4114598
مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 فیصل آباد	ڈاکٹر عبدالسمیع	0333-6535344
رحمٰن مسجد، جھمرہ روڈ فیصل آباد	حاجی فاروق نذیر	0300-7997862
اتفاق مسجد، مدینہ ٹاؤن فیصل آباد	سید کفیل احمد ہاشمی	0300-6627498
سیون سیز بینکویٹ ہال بالمقابل حمید پیلس ستیانہ روڈ فیصل آباد	انجینئر فیضان حسن جاوید	0300-7260041 0333-0763700
مسجد قباء ننکانہ روڈ شاہ کوٹ	ڈاکٹر غلام دستگیر	0321-7642815

حلقہ کراچی شمالی تراویح مع دورہ ترجمہ قرآن

مقام	مدرس	رابطہ نمبر
عرش بریں لان۔4۔بی سیکٹر، سرجانی ٹاؤن	محمد ارشد	0322-2143921
مہندی لان سیکٹر ایل 11۔ بالمقابل نیو کراچی تھانہ، نارتھ کراچی	حافظ اسامہ علی	0312-0293782
وائٹ گولڈ لان، نزد لاروش ریسٹورنٹ ناظم آباد نمبر 4	سید فاروق احمد	0300-8293917
کاسمو بینکوئٹ، بلاک ایل، نارتھ ناظم آباد	عمران چھاپڑا	0333-3409725
سی ایم اے کمیونٹی سینٹر، نزد کمپری ہنسیو اسکول چورنگی، فیڈرل بی ایریا کراچی	شجاع الدین شیخ	0321-2051874
شاہی دربار لان، بالمقابل گورنمنٹ گرلز اسکول 13، ڈی روڈ، سعید آباد، بلدیہ ٹاؤن	نوید مزمل	0312-8460870

حلقہ کراچی شمالی تراویح مع خلاصہ مضامین قرآن

نایاب لان، نزد چاولہ مارکیٹ، ناظم آباد نمبر 1	منصور رونی	0345-2166320
مرحبا بینکوئٹ، نزد امتیاز سپر مارکیٹ، ناظم آباد نمبر 4	اظہر ریاض	0301-8295783
اسپل بینکوئٹ، بلاک H کوثر نیازی کالونی، نارتھ ناظم آباد	خرم احمد	0333-3409725
مسجد عثمان، بلاک G، لنڈی کوتل چورنگی، رشید ترابی روڈ، نارتھ ناظم آباد	بلال محمود	0333-3409725
مسجد دارالسلام، بلاک 4 فیڈرل بی ایریا	طارق امیر	0333-3409725
پلاٹ نمبر 1۔ڈی۔7 سیکٹر 61 اے بفرزون	طلحہ جمیل	0333-3599822
جامع مسجد شادمان، سیکٹر 14 بی شادمان ٹاؤن	محمد ذیشان	0333-3599822
الفتح گارڈن، نزد نشان حیدر وصابری چوک، سیکٹر ساڑھے گیارہ، اورنگی ٹاؤن	محمد عمران	0333-3597645
جامع مسجد آمنہ، خیر آباد، مین روڈ گلشن بہار، اورنگی ٹاؤن	آصف عزیز	0333-3597645
تابش لان، پلاٹ نمبر 7 سی، سیکٹر ایکس۔1، گلشن معمار	شہروز بھٹی	0333-3108996

حلقہ حیدر آباد تراویح مع دورہ ترجمہ قرآن

مقام	مدرس	خواتین انتظام
مسجد جامع القرآن گلشن سحر قاسم آباد، حیدرآباد	شفیع محمد لاکھو	ہے
مرینہ بینکوئیٹ نزد ماجی ہسپتال یونٹ نمبر 8 لطیف آباد، حیدرآباد	غازی محمد دین میو/زبیر احمد	ہے
قرآن مرکز نزد سٹی گیٹ، سوئی گیس آفس کے سامنے، ہیرآباد، حیدرآباد	سعد عبداللہ/یاسر شیخ	ہے
The Intellectuals School نزد پاسپورٹ آفس سندھ یونیورسٹی ہاؤسنگ سوسائیٹی، فیز 1 جامشورو	عبدالرحمٰن رند/عطاء اللہ جتوئی	ہے
قرآن اکیڈمی فیصل فلور مل روڈ، جوہر آباد ٹنڈو آدم سٹی	راؤ احمد رضا	نہیں ہے
مسجد حمید، نزد بھٹائی میڈیکل سینٹر، ٹنڈو اللہ یار	حافظ اظہر/مہران خان	نہیں ہے
رائل ہوٹل مسجد روڈ، نوابشاہ	مفتی نور محمد	ہے

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی دورہ ترجمہ قرآن وخلاصہ مضامین

مقام	مدرس	رابطہ نمبر
حلیم ٹاور نزد نادرہ آفس، جی ٹی روڈ نشتر آباد، پشاور شہر	فاروق ثاقب	0334-8937739
ملک شادی ہال، کامران شہید روڈ، سواتی پھاٹک، پشاور صدر	قاضی فضل حکیم	
پلاٹ نمبر 23 سیکٹر B-2، فیز 5، نزد نادرہ چوک، بالمقابل ہیومن رائٹس آفس، حیات آباد، پشاور	فضل باسط	
گول مسجد، نزد جوہر خاتون ہسپتال، یونیورسٹی ٹاؤن، پشاور	عبدالناصر ناصر صافی	

Message of Ramadan

By Khalid Baig

Ramadan is the most important month of our calendar. It is a tremendous gift from Allah in so many ways. In our current state of being down and out, it can uplift us, empower us, and turn around our situation individually and collectively. It is the spring season for the garden of Islam when dry grass can come back to life and flowers bloom. But these benefits are not promised for lifeless and thoughtless rituals alone. They will be ours if our actions are informed by the message of Ramadan.

Today the message of Ramadan tends to get drowned out by much louder voices of the pop culture that have an opposite message. We have become so accustomed to them that many of us remain enslaved to them even during Ramadan.

The most important message of Ramadan is that we are not just body. We are body and soul. And that what makes us human beings and that determines our value as human beings is the soul and not the body. During Ramadan we deprive the body to uplift the soul. This is all simple and familiar. But we can understand its significance if we remember that the message of the materialistic hedonistic global pop culture that has engulfed every Muslim land today --- just like the rest of the world--- is exactly the opposite. It says that body is everything. That the materialistic world is all that counts. That the greatest happiness -- if not virtue-- is in filling the appetites of the body. This message produces endless appetites and consequently endless wars to fill those endless appetites through endless exploitation. It produces endless frustrations since the gap between desires and achievements can never be filled. It produces endless chaos and endless oppression. Yet this trash comes in such beautiful and enticing packages that we can hardly resist it. We equate this slavery with freedom. We consider this march to disaster as progress. And with every movement, we get further and deeper into the mire.

The message of the materialistic hedonistic global pop culture that has engulfed every Muslim land today is exactly the opposite of the message of Ramadan.

Ramadan is here to liberate us from all this. Here is a powerful message that it is soul over body. Take a break from the pop culture. Turn off the music and TV. Say goodbye to the endless and futile pursuit of happiness in sensory pleasures. Rediscover your inner self that has been buried deep under it. Reorient yourself. Devote your time to the reading of the Qur'an, to voluntary worship, to prayers and conversations with Allah. Reflect on the direction of your life and your priorities. Reflect on and strengthen your relationship with your Creator.

On the last day of one Sha'ban, Prophet MuhammadSall-Allahu alayhi wa sallam, gave a Khutbah about the upcoming month of Ramadan. It is a very important Khutbah that we should carefully read before every Ramadan to prepare ourselves mentally for the sacred month. It begins: "Oh people! A great month is coming to you. A blessed month. A month in which there is one night that is better than a thousand months. A month in which Allah has made it compulsory upon you to fast by day, and voluntary to pray by night. Whoever draws nearer to Allah by performing any of the voluntary good deeds

in this month shall receive the same reward as is there for performing an obligatory deed at any other time. And whoever discharges an obligatory deed in this month shall receive the reward of performing seventy obligations at any other time. It is the month of Sabr (patience), and the reward for sabr is Heaven. It is the month of kindness and charity. It is a month in which a believer's sustenance is increased. Whoever gives food to a fasting person to break his fast, shall have his sins forgiven, and he will be saved from the Fire of Hell, and he shall have the same reward as the fasting person, without the latter's reward being diminished at all."

The hadith continues and contains many other very important messages. However let us take the time to highlight two of the statements contained above. First, that Ramadan is the month of sabr. The English translation is patience but that word has a very narrow meaning compared to sabr. Sabr means not only patience and perseverance in the face of difficulties, it also means being steadfast in avoiding sin in the face of temptations and being persistent in performing virtues when that is not easy. Overcoming hunger and thirst during fasting is part of it. But protecting our eyes, ears, minds, tongues, and hands, etc. from all sins is also part of it. So is being persistent in doing good deeds as much as possible despite external or internal obstacles. Ramadan requires sabr in its fullest sense and provides a training ground for that very important quality to be developed and nurtured. Here is a recipe for the complete overhaul of our life, not just a small adjustment in meal times.

The highest point of Ramadan is itikaf, an act of worship in which a person secludes himself in a masjid to devote his time entirely to worshipping and remembering Allah. Some in every Muslim community must take a break and go to the masjid for the entire last ten days of Ramadan. Others should imbibe the spirit and do whatever they can.

But we must differentiate between worldly pleasures and worldly responsibilities. We take a break from the former and not the latter. Syedna Abdullah ibn Abbas, Radi-Allahu unhu, was performing itikaf, when a person came and sat down silently. Sensing his distressed condition Ibn Abbas enquired about his situation, learnt that he needed help, and proceeded to leave the masjid to go out and help him. Now this action does nullify the itikaf, making a makeup obligatory. So the person, though grateful, was curious. Explaining his action, Ibn Abbas related a hadith that when a person makes efforts to help his brother, he earns the reward for performing itikaf for ten years.

This brings us to the second statement to consider: that Ramadan is the month of kindness and charity. With those in distress in the millions in the world today, the need for remembering this message of Ramadan cannot be overstated.

Unfortunately, today another scene seems to be dominant in some parts of the Muslim world. Here Ramadan is the month of celebrations, shopping, fancy iftars at posh restaurants, entertainment and gossip. People stay up at night but not for worship; they while away that time watching TV or wandering in the bazaar. Ramadan here is more a month of feasting than fasting.

No one can take away our Ramadan from us; we just give it away ourselves. And if we realize the utter blunder we have made, we can take it back.

Vol: 27 Regd. No. C.P.L NO.114 No.21

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore